قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی خط و کتابت منیجر الفضل قادیان کے پتہ پر ہو

قادیان دارالامان سے ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۱ | یکم اکتوبر ۱۹۱۳ء مطابق ۲۹ شوال ۱۳۳۱ھ بروز بدھ | نمبر ۱۶

مدینۃ المسیح

ایوانِ خلافت حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت قوم کے لئے موجب صد شکر باریتعالیٰ ہے۔

درس قرآن مجید و بخاری شریف رجال نساء میں بدستور ہوتا ہے تین برس کے بعد حضور نے اس قدر طاقت پائی ہے کہ اب صبح کی نماز بھی مسجد مبارک میں تشریف لاکر پڑھاتے ہیں فالحمد للّٰہ علی ذالک

اہلبیت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب ۲۵ ستمبر کو شملہ سے واپس تشریف لائے۔ آپکے وہاں دو لیکچر ہوئے اور ایک تقریبا نبالہ میں بھی ہوئی باقی اہلبیت میں بھی خیر وعافیت ہے۔

مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام ہر دو مدرسوں کے انتظام و سٹاف میں قابل اطمینان ترقی ہے۔ ہائی اسکول کے بورڈنگ میں چھوٹے بچوں کے لئے الگ محافظ رکھا گیا ہے جو بہت عمدہ تجویز ہے۔ ایک صاحب چوہدری سردار خاں بھی ملازم ہیں۔ ہائی سکول کے پرانے طلباء کا ٹیوٹر بنایا جانا کئی وجوہ سے بہت مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ جو خود باہر سے آتا ہے وہ خود دینی تعلیم کا محتاج ہوتا ہے اس سے یہاں کا تربیت یافتہ بہت عمدہ نگرانی و اصلاح احوال کرسکتا ہے۔

دونوں مدرسوں کے آفیسروں کی خدمتمیں عرض ہے کہ طلباء کو تاکید فرمائیں کوئی ورق جسپر آیت یا حدیث لکھی ہو ردی میں نہ دیا کریں جیساکہ پہلے ہی ان سے توقع ہے صاحبزادہ صاحب نے ۲۸ ستمبر کو مدرسہ احمدیہ کے طلباء میں ایک لیکچر دیا جس میں مدرسہ احمدیہ کے اغراض بیان فرمائے سب سے بھاری غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں مولوی برہان الدین مولوی عبدالکریم صاحبان ایسے خادم دین بنانا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ اپنے دین کے خدام کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ باعزت زندگی اور رزق کریم عطا فرماتا ہے۔ ملازمت کا عہد نامہ تو انگریزی مدارس میں بھی لکھکر نہیں دیتے کہ پاس ہوتے ہی ڈپٹی بنا دیا جائیگا

مہمان اس ہفتے بہت سے معزز مہمان تشریف لائے مولوی قطب الدین صاحب کورٹ انسپکٹر برنالہ و شیخ کرم الٰہی صاحب کوتوال پٹیالہ اور سید عابد علیشاہ گوجرہ سے تشریف لائے۔ برادر وزیر محمد صاحب سکرٹری انصار اللّٰہ بھی رخصت مزید حاصل کرکے قادیان میں آگئے ہیں۔ بابو محمد علی صاحب کلرک بریلی سے آئے۔ بابو صاحب ایک ابتلاء میں ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

آمد محاسب لنگر ۰-۱۵-۷۷۴ مدرسہ ۹-۸-۳۴۷ امانت ۶-۱۵-۲۷۱- مدرسہ احمدیہ ۳-۱۳-۱۶۹- تعمیر کے متعلق وعدوں کا جلد ایفا ہو جانا چاہیئے۔

متفرقات چوہدری حاکم علی صاحب نے اپنے مکان کے تیار ہونے کے شکرانے میں احباب کو دعوت دی اور اپنے وطن چلے گئے ان کو اللّٰہ نے پوتا دیا ہے جس کیواسطے وہ دعا کے خواستگار ہیں

(باہتمام میرزا عبدالغفور بیگ صاحب منیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان۔ مدیر میرزا محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر کیلئے چھپکر شائع ہوا)

برقی خبریں

معاملات بلقان بلگیریا اور ٹرکی میں دوسرے درجہ کے کم وقیع معاملات ہونیکے باعث ابھی تک معاہدہ صلح پر دستخط نہیں ہوئے۔

ترکی باش بزوق اور سروں سپاہی ضلع سٹرا ونسٹر دمیں بلغاری سرحدی چوکیوں پر چھاپے مار رہے ہیں۔ ترکی بے قاعدہ سپاہی تراقیہ سے بڑھکر بلغاری دیہات کو جلا اور باشندوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ دو ہزار پناہ گزیں دیدہ غاچ پہنچے ہیں۔ البانیا میں جنگ سرویا کے دار الخلافت بلغراد سے ریوٹر خبر دیتا ہے کہ ۲۳ ستمبر کو ۲۰ ہزار مسلح البانیوں نے بلغاری اور آسٹرین افسروں کے ماتحت ڈبرا کی سربی قلعہ بندیوں پر قبضہ کرلیا۔ سرویہ سرعت سے کمک بھیج رہا ہے۔ ریلوے لائنیں فوجی ضرورت کے لئے مخصوص کرلی گئی ہیں۔ صوفیہ پایۂ تخت بلغاریہ میں سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ڈبرا میں ۲۲ ستمبر کو البانیوں اور سرویوں کی دو کمپنیوں کے درمیان دو گھنٹہ تک خونریز جنگ ہوئی۔ سرب پسپا ہوئے البانیوں کی تعداد چھ ہزار تھی۔ سرویا ۳۰ ہزار فوج جدید سرحد کی حفاظت کے لئے بھیج رہا ہے اور اس نے دول کو اطلاع دی ہے کہ البانیا کے جو مقامات اس نے خالی کر دیئے ہیں انپر مکرر تسلط ممکن ہے۔ سرویا کی امداد کے لئے جبل اسود نے ہر پلٹن میں سے ساٹھ ساٹھ آدمی جاکووا روانہ کئے ہیں وائنا میں سربی تیاریوں اور البانوی پیچیدگیوں کے باعث مالی بازار بے رونق سے ہوگیا ہے۔ البانیوں نے توڑی پر قبضہ کرلیا ہے وائنا میں خیال ہے کہ سرویہ بہانہ سازی کرکے کانفرنس سفرا کے فیصلہ کو رد کرنا چاہتا ہے۔ اور البانی معاملات میں مبالغہ سے کام لے رہا ہے انگریزی عربی کمانیر ستوطری سے ابھی نہیں بلایا جائیگا۔ بلغاریہ نے اسی سفیر کو ایک نوٹ بھیجا ہے جس میں اس بدنظمی اور دہشت اور پریشانی کی شکایت کی ہے جو سرویا نے مقدونیہ میں پھیلا رکھی ہے۔ بلغاریہ کے ایوان تجارت نے اعلان کیا ہے کہ ملک کی حالت اقتصادی خطرہ سے محفوظ ہے اخراجات جنگ بلا تکلیف ادا کیئے گئے۔ قومی بنک میں زر امانت کی مقدار بڑھ گئی۔ اور ایک ملین ٹن اجناس بیرونجات کو بھیجنے کے لئے ہنوز پڑے ہوئے ہیں۔ شاہ بلغاریہ حصول صحت کے لئے باہر جانیوالا ہے۔

یونان وٹرکی یونان نے ٹرکی سے مصالحت کی گفتگو شروع کرنے کے لئے قطعی تاریخ دریافت کی ہے یونانی وترکی وکلا کا تا حال سرحدوں کے متعلق فیصلہ نہ ہونا۔ ترکی بے قاعدہ سپاہ کی کارروائیاں اور ترکی فوج کا ایشیا کوچک میں اجتماع سب مل ملا کر یونان وٹرکی میں خدشہ جنگ کا احتمال پیدا کردیا ہے یونانیوں کو یقین ہے کہ ٹرکی وبلغاریہ بلکر یونان کے خلاف سازباز کررہے ہیں اسلئے تمام یونانی افسر رخصت سے واپس طلب کرلئے گئے ہیں۔

یونان اور فرانس ایم پوانکاری پریسیڈنٹ فرانس نے ایم وینسیزیلوس وزیراعظم یونان کو لیجین آف آنر کے گرینڈ کراس کا تمغہ عطا کیا

دیگر خبریں

ایران قائمقام گورنر جنرل آذربائیجان کے رکاوٹیں ڈالنے کیوجہ سے صوبہ آذربائیجان کی مالی حالت جو سخت مخدوش نظر آتی تھی۔ اسکا خطرہ اب کم ہوگیا ہے چنانچہ اسی کونسل تبریز کو ہدایات موصول ہوئی ہیں کہ وہ بلجین مالی ایجنٹ کی تائید کرے جس کی امداد سے ابتک قونصل مذکور انکار کرتا رہا ہے۔

ٹرکی میں ریلوے۔ فرانس وٹرکی کی باہمی قرارداد کے مطابق اول الذکر کو رعایتاً بحر اسود پر دو بندرگاہ عطا کرنے کے علاوہ ارض روم اور طربزاند کے مابین ۲ سو میل لمبی لائن بنانیکی بھی اجازت دیگئی ہے لائن مذکور جو کسی دن شام ومصر کو باہم پیوستہ کردیگی اسکا کام دمشق حماہ کمپنی کو تفویض ہوا ہے۔ یہ لائن گویا یافہ یروشلم لائن کو مزید طوالت دینے والی ہوگی۔ یافہ وحیفہ میں بندرگاہ بنانیکا کام بندرگاہوں کی کمپنی کے سپرد ہوا ہے

برمنگہم کی کمیٹی ہڑتال نے ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ تاوقتیکہ بارہ معطل شدہ ملازمین بحال نہ ہوجائیں کام شروع نہ کیاجائے (۳) ڈبلن میں ایکے اور بندش کار کی وجہ سے ۲۰ ہزار آدمی بیکار ہیں ۲۵ ہزار ٹن غلہ ہنوز جہازوں سے اتارا نہیں گیا (۴) برمنگہم میں کویکوے ریلوے مالگدام میں ۵۰۰ آدمیوں اور ودلی میں ۲۰۰ مال واسباب اتارنے والوں نے کام چھوڑ دیا بندرگاہ مانچسٹر میں کاروبار بند ہے۔ جہاں چار ہزار آدمی ایکے پر ہیں (۵) ناسلنگ آمنی بس سروس لندن میں کامل طور پر بند کی گئی۔ ڈیڑھ سو گاڑیاں چلنے سے رکگئیں (۶) مشہور ملاے مرواریدکو مسٹر مسرنے آج بوسٹریٹ میں شناخت کرلیا (۷) سٹیمر پر سیوٹن میں جو مارسیلز جارہا تھا۔ آگ لگ گئی جو چھتیس گھنٹوں کے بعد بجھائی گئی (۸) ٹائمز بیان کرتا ہے کہ ملازمین ممالک متحدہ کی ڈیفنس یونین مزدوروں کا یگروں وغیرہ کے سودہ سودہ کے تحفظ کی غرض سے قائم کی گئی ہے۔ گزشتہ جلسہ میں دو صناعوں نے پچاس پچاس ہزار پونڈ کا لگان کیا امید ہے کہ آخرش ڈیفنس یونین کا سرمایہ ۵ کروڑ پونڈ تک پہنچ جائیگا (۹) مانچسٹر کے گھاٹ والے کام پر واپس آرہے ہیں کیونکہ کمپنی نے انکے بعض مطالبات منظور کرلئے ہیں (۱۰) چین ومنگولیا۔ ارگا کا تار مظہر ہے۔ منگولیا والوں نے میں چینیوں کو شکست دیکر تین توپیں اور کئی سو رائفلیں چھین لیں ہیں چینیوں کا اس جنگ میں بہت نقصان ہوا (۱۱) پی اینڈ او کمپنی کا سٹیمر پرشیا ۱۸۱ ہزار پونڈ کا سونا ہندوستان کے لئے لا رہا ہے (۱۲) (لنڈن ۲۸ ستمبر) بحیرہ روم میں جنگی جہازوں کا اجتماع انگلستان کی بحری طاقت کا ایسا شاندار نمونہ پیش کریگا جو ابتک کبھی بحیرہ مذکور میں دیکھنے میں نہیں آیا (۱۳) باغیان میکسیکو نے ایک ٹرین کو بمقام سارٹیلو ڈائنامیٹ سے اڑادیا ۸۰ فوجی سپاہی اور ۱۰ مسافر ہلاک ہوئے (۱۴) سرایڈورڈ کارسن نے ڈیلیگیٹوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انہیں یقین کرنا چاہیئے کہ دو مخالف پارٹیاں ایکدوسرے کے بالمقابل ہیں اگر مسودہ ہوم رول پاس نہ ہوا۔ تو جنوب میں فساد برپا ہوجائیگا اگر بل قانون بنگیا۔ تو شمال میں ہنگامہ بپا ہوگا۔ گریٹ برٹن کو ان دونوں پارٹیوں میں بطور ثالث کے تصور کرنا چاہیئے (۱۵) سولہ ہندوستانی مردوں اور چار عورتوں کو نٹال کی طرف سے سرحد کو عبور کرنے میں قانون تارکان وطن کی خلاف ورزی کی پاداش میں ۳ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی قانون مذکور کے یہ انحراف دیدہ و دانستہ بغرض گرفتاری کیا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ خود مسٹر گاندہی بھی عنقریب خلاف ورزی قانون سے اپنے آپکو گرفتاری کے لئے پیش کیا چاہتے ہیں۔ (۱۶) رومانیا کے شہزادہ چارلس کی منگنی روس کے گرینڈ ڈچز اولگا اور ولیعہد یونان کی منگنی شہزادی الزبتھ آف رومانیا سے ہوئی ہے (۱۷) ولایت سے سرجان فیلوز نائب امیر البحر کے انتقال کی خبر پہنچی ہے (۱۸) جرمن سوشلسٹ امریبل کی جائداد ۷۸ ہزار پونڈ تخمینہ کیجاتی ہے۔ اس میں نفشنٹ کولمن کا وصیت کردہ ۳۰ ہزار پونڈ بھی داخل ہے (۱۹) گریٹ برٹن میں ایکے پر برمنگہم کے ہڑتالیوں نے فوراً کام پر آجانے کا فیصلہ کیا ہے (۲۰) چھٹی رساں بڑے دنوں پر کام بند کرنے کی دہمکی دے رہے ہیں ساتھ پولیس مین اور ۲۵ شہری جو فساد ڈبلن میں زخمی ہوئے تھے ہسپتال میں بھیجے گئے (۲۱) برمنگہم ولیورپول میں ایکے والے کام پر واپس آگئے گاڑی والونکی انجمن اور کمپنیوں کے قائمقامونکی کانفرنس باہمی تصفیہ اور ہڑتال کا اندیشہ رفع

بسم اللہ الرحمن الرحیم * نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان - بروز بدھ - یکم اکتوبر ۱۹۱۳ء

ترقی کا وہمی بت سرنگوں ہوگیا

ہمارا یقین اور ایمان ہے۔ کہ قرآن شریف میں جو کچھ لکھا ہے۔ درست اور بجا ہے۔ اور اس کے خلاف کسی تعلیم پر عمل کرنے سے ہمیشہ نقصان ہی ہوتا ہے۔ اور کامیابی کا منہ نظر نہیں آتا۔ قرآن شریف نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ تمام کی تمام بڑی کسی استفسار کے حکمت پر مبنی ہے اور یہی وجہ ہے انسان اس پر عمل کرکے کبھی ہلاک نہیں ہوسکتے۔ ہاں جو اس کے خلاف عمل کرے۔ وہی نقصان کے نیچے ہے۔ سود کے جواز کے لئے بعض مسلمان آئے دن زور دیتے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ آج کل زمانہ اور ہے۔ اور پہلا زمانہ اور تہا۔ آج بغیر سود کے قوم ترقی نہیں کرسکتی۔ اس لئے گو قرآن شریف نے سود کو حرام کیا ہے۔ لیکن ضرورت زمانہ کے ماتحت اب اس کے جواز کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکلنی چاہئے۔ ورنہ مسلمان قومی ترقی میں دوسروں سے بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ ایسے لوگوں کے لئے پیپلز بنک لاہور اور امرتسر بنک کے واقعات عبرت کا باعث ہوسکتے ہیں بشرطیکہ وہ عبرت پکڑیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ سود کے کاروبار سے بعض لوگ فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ لیکن جب مصیبت پڑتی ہے۔ تو ایسی سخت کہ سب نفع و سود کی کسر ایک ہی دفعہ نکل جاتی ہے +

ہمیں تعجب آتا ہے جب دیکھتے ہیں۔ کہ آج کل بعض لوگ اس بات کا پرچار کرتے ہیں۔ کہ ربوٰ کے معنے ہی کوئی نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ بھی اس سے ناواقف تھے۔ اگر ربوٰ کے معنے ایسے ہی غیر معروف تھے۔ تو خدا تعالیٰ نے اس لفظ کو قرآن شریف میں استعمال ہی کیوں کیا جس مسئلہ پر روزانہ عملدرآمد کی ضرورت پیش آتی ہو۔ اسے ایسے الفاظ میں ادا کرنا جنکے معنی سے ہی لوگ ناواقف ہوں۔ ایک عبث فعل ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔ مگر مسلمان ہیں۔ جو اپنے منشاء کو پورا کرنے کے لئے خدا و رسول کے کلام کو بے معنے قرار دینے سے نہیں ڈرتے + اس گروہ سے بھی زیادہ خطرناک وہ گروہ ہے۔ کہ جو یہ دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ گو قرآن شریف میں ربوٰ منع ہے۔ لیکن آج چونکہ مسلمان مشکلات میں ہیں۔ اس لئے ربوٰ کا استعمال جائز ہونا چاہئے۔ ایسے لوگوں نے علماء سے بھی عجیب عجیب فتوے حاصل کرلئے ہیں۔ اور بعض علماء نے شریعت اسلام کو پس پشت ڈال کر یہ فتوے بھی دیدیا ہے۔ کہ کفار کے ملک میں سود لینا جائز ہے اگر سود کی ممانعت کے الفاظ کمزور یا ذومعنی ہوتے۔ تو شائد اس بات کی گنجائش بھی ہوسکتی تھی۔ لیکن قرآن شریف میں یہ آیت ہوتے ہوئے کہ یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوٰا ان کنتم مؤمنین ٭ فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لاتظلمون ولاتظلمون۔ اے مومنو! اللہ تعالیٰ کا تقوےٰ اختیار کرو۔ اور ربوٰ میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ پس اگر تم ایسا نہ کرو۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ۔ اور اگر توبہ کرو تو اپنے راس المال لیلو۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو۔ نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ پھر بھی لوگوں کا دور از قیاس تاویلات سے کام لینا سوائے اس کے کچھ ثابت نہیں کرتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طاقت و قدرت پر ایمان ہی نہیں۔ اور اگر کچھ بھی ایمان ہوتا۔ تو فأذنوا بحرب من اللہ کی آیت کو پڑھ کے دل کیوں نہ ڈر جاتے۔ اور ان پر کیوں لرزہ طاری نہ ہوجاتا +

اگر یہ لوگ بنکوں کے کاروبار کے یکلخت بند ہوجانے پر غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہوجائے۔ کہ یہ کام کیسا خطرناک ہے یورپ جہاں سود کے کاروبار کا نہایت زور ہے۔ وہاں تو روز ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ خصوصاً کوئی بڑا بنک بیٹھ جائے۔ تو بعض دفعہ یورپ و امریکہ دونوں براعظموں میں تہلکہ پڑجاتا ہے۔ اور لاکھوں انسان برباد ہوجاتے ہیں +

ہندوستان نے گو یورپ کے برابر ترقی تو نہیں کی لیکن یہاں بھی اپنے پیر طریقت کی اتباع میں سودی کاروبار کا چرچا دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ اور سینکڑوں بنک کھل گئے ہیں۔ ہندوستانیوں کے ہاتھوں میں جو بنک ہیں انمیں سے پیپلز بنک ایک نہایت مشہور بنک تہا۔ اور قریب ڈیڑھ کروڑ روپیہ کا لین دین اس میں جاری تہا۔ اور قریباً ۳۸ لاکھ روپیہ کا سرمایہ اس کے پاس موجود تھا۔ اس کے خلاف ایک مدت تک بعض لوگوں نے شور مچایا آخر اس حد تک پہنچا دیا۔ کہ انہیں ستمبر کو بنک کے کارکنوں کو اعلان کرنا پڑا۔ کہ آئندہ ایک غیر معین زمانہ تک یہ بنک اپنا کاروبار بند کرتا ہے۔ اور آج کے بعد کسی کی کوئی رقم واپس نہیں دی جائیگی اس اعلان کا نکلنا تہا۔ کہ تمام لاہور میں شور پڑ گیا۔ اور باہر بھی چونکہ اس کی بہت سی شاخیں تھیں۔ وہاں بھی اطلاع پہنچ گئی۔ اور ہر جگہ ایک کہرام پڑ گیا۔ اور ہزاروں بیوائیں اور مسکین جن کی تمام پونجی اس بنک میں امانت تھی۔ اپنے دل پکڑ کر رہ گئے +

مختلف شاخوں کے دروازوں پر سینکڑوں آدمی اکٹھے ہوگئے اور چاہا۔ کہ ڈرا دھمکا کر اپنا روپیہ وصول کرلیں۔ لیکن پولیس کی مدد سے لوگوں کو پراگندہ کیا گیا +

اس بنک کے ٹوٹنے کی وجہ سے امرتسر بنک بھی ٹوٹ گیا۔ اور لوگوں میں ایک عام گھبراہٹ پیدا ہونے کی وجہ سے دوسرے بنکوں کی طرف بھی لوگوں کی توجہ ہوگئی۔ اور تمام بنکوں سے لوگوں نے روپیہ نکلوانا شروع کردیا۔ جس سے خطرہ ہوا۔ کہ اور بنک بھی نہ بیٹھ جائیں۔ مگر لاہور کے بنک محفوظ رہے ہاں ملتان کا ایک بنک اور پشاور بنک اس حادثہ کے اثر سے محفوظ نہ رہے اور ان کا کاروبار بھی بند کرنا پڑا +

بنک تو بند ہوگئے لیکن ان بیواؤں اور مسکینوں کا رونا کسیطرح بند نہیں ہوسکتا جنہوں نے گھر بیٹھے نفع حاصل کرنے کے لئے اپنے روپیہ ان بنکوں میں لگادئے تھے۔ بنک کے سود سے وہ کچھ مدت فائدہ تو اٹھاتے رہے لیکن اب اسکے بند ہونے سے انہیں جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ گویا عمر بھر کی کمائی برباد ہوگئی + بنکوں کے بند ہونے سے جنکا روپیہ ضائع ہوا ہے۔ اسکا فکر تو بنکوں والوں یا روپیہ والوں کو ہوگا ہمیں تو یہ نکتہ "معرفت حاصل ہوا ہے۔ کہ قرآن شریف جو کچھ فرماتا ہے۔ وہ سب صحیح اور درست ہے۔ ابھی پچھلے دنوں ایک مشہور آدمی نے اسی سوال کو اٹھایا تہا۔ کہ سود کے بغیر قومی ترقی نہیں ہوسکتی۔ اور فوراً ہی خدا تعالیٰ نے دکھا دیا۔ کہ سود کی حرمت کی خاص وجوہات ہیں۔ اور جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں۔ کہ سود اور تجارت ایک ہی چیز ہے۔ تجارت اور ہے اور سود اور ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ذالک بانہم قالوا انما البیع مثل الربوٰا و احل اللہ البیع وحرم الربوٰا۔ یہ مصیبت اُن پر اسلئے پڑی۔ کہ انہوں نے کہدیا۔ کہ تجارت اور سود ایک ہی ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تجارت کو جائز رکھا ہے۔ اور سود کو حرام کیا ہے یعنے جب خدا نے سود کو حرام کیا ہے اور تجارت کو جائز رکھا ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ دونوں میں کوئی عظیم الشان فرق ہو + یورپ کے بنکوں کے دیوالے اگر ہندوستانی مسلمانوں کیلئے باعث عبرت نہیں ہوئے تو اپنے گھر میں خدا کی آیات کا مشاہدہ کریں۔ کہ بنکوں میں مال جمع کرنے اور تجارت پر لگانے میں کتنا فرق ہے کیسی دکان کے دیوالہ نکلنے پر صرف اس دکان کو نقصان پہنچتا ہے لیکن بنکوں کا یہ حال نہیں ایک بنک کے دیوالہ نکلنے پر سینکڑوں اور بھی خطرہ میں پڑجاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ کروڑوں روپیوں پر پانی پھر جاتا ہے بس بیع و ربوٰا ایک نہیں ہوسکتے سنا ہے کہ بعض احمدیوں کا روپیہ بھی ان بنکوں میں تہا۔ ہمارے خیال میں انکو توبہ کرنی چاہئے۔ اور خدا کا شکر کرنا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے جس جنگ کا انپر فتویٰ لگایا تہا۔ اسکا اثر ان پر اسیقدر ہوا ہے کہ انکا مال ضائع ہوا۔ جان و ایمان محفوظ ہے۔ جنگ کوئی چھوٹا سا معاملہ نہیں ہے میں نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ سے جنگ کرنیکا فتویٰ سنکر بھی پھر سود کے کاروبار سے محترز نہ ہو مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ ترقی کیلئے وہ راہ تلاش کریں جو خدا نے مقرر کی ہے نہ وہ جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے مذکورہ بالا واقعات سے عبرت پکڑیں۔ کہ وہ بت جسے انہوں نے رہنا نجات دہندہ قرار دیا تہا خدا تعالیٰ نے اُسے اُن کی آنکھوں کے سامنے سرنگوں کردیا ہے +

الاخبار والآراء

مذہبی محسوسات کی توہین نہ کی جائے

ہمارا ایمان ہے کہ قادیان کا امام جو بیج بونے آیا تھا۔ وہ زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ نشوونما پاتا اور چلتا اور بالآخر ایک ثمر دار درخت ہو کر رہیگا ہمارا یقین ہے کہ جو آواز اس مقدس منہ سے یا جو تحریر اس کے قلم سے نکلی ہے وہ پوری ہو کر رہیگی ہر نیا دن ایک نیا واقعہ لاتا اور نئے نئے نشان کے ساتھ اس آیت اللہ کی تصدیق کرتا اور بے نشان خدا کا نشان دیتا ہے۔ انقلاب عالم حوادث زمانہ اس ملک کے سیاسی اور مذہبی تغیر اس مامور من اللہ کی پیشگوئیوں کے مطابق ظہور میں آ رہے ہیں ٹرکی کا غلبہ۔ ایران کا تزلزل۔ عرب میں طوائف الملوکی۔ بنگالیوں کی دلجوئی وغیرہ تمام واقعات اسی طرح ہوئے جس طرح اس پاکباز نے خبر دی تھی اور اگر مسٹر غزنوی نے امپیریل کونسل میں جمعہ کی تعطیل کا سوال اٹھایا۔ تو یہ وہی آواز تھی۔ جو اس سے قبل حضرت امام کی تحریک سے میموریل کا رنگ اختیار کر چکی تھی۔ اور آج سر میکائیل اوڈوائر پنجاب کونسل میں فرماتے ہیں "میں نے اخبارات سے اپیل کی تھی کہ فرقہ بندی اور مذہبی تعصبات کے جوش کو ٹھنڈا کرنے میں گورنمنٹ کی امداد کریں۔ بعض نے ہماری اپیل کی پرواہ نہیں کی اسلئے بعض اخبارات سے ضمانت مانگی گئی ہے بعض کی ضبط کر لی گئی ہے امید ہے کہ اس کارروائی سے تعصب پھیلانے والی تحریریں اور غیر مذاہب پر جو حملے بذریعہ اخبارات اور تقریروں کے ہوتے ہیں رک جائینگے اور اگر نہ رکے تو گورنمنٹ سخت قانونی کارروائی کرنے پر تیار ہے" تو یہ ہمارے لئے کوئی نئی بات نہیں۔ ہمارے امام نے چاہا تھا کہ گورنمنٹ بذریعہ قانون ایسی تقریر و تحریر کی بندش کرائے جن میں دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی شان میں گستاخی کیگئی ہو گو افراد حکومت کے پبلک کے امن قائم رکھنے والی تجویز کی طرف اسوقت مدد دی لیکن آج وہی ہو رہا ہے جو ہمارے امام نے چاہا تھا۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا مذہب تو ہیونکا مجموعہ ہے اور ہمکو یقین ہے کہ ہم گالیاں دینے کے بغیر کامیاب ہونگے۔ انشاءاللہ

انی مہین من اراد اہانتک

جو لوگ راستبازوں کی مخالفت اور پاکبازوں کی عیب چینی میں مصروف رہتے اور اپنی عاقبت سے بیخبر ہو کر دنیا پرستی اور جاہ طلبی کے طاغوت کی اطاعت کر لیتے ہیں اور بیجا عداوت کو اپنا شعار بنا کر اللہ والوں اور انکے پاک سلسلہ سے دشمنی خرید لیتے ہیں۔ انکا وہی انجام ہوتا ہے جو پہلے راستبازوں کے مخالفوں کا ہوا۔ اور اگر محمد حسین بٹالوی آج ابتر ہے اور اسکی خانہ ویرانی ہو چکی ہے تو وہ یقیناً اس ندائے آسمانی کا جواب ہے جو اسکے مقابل قادیان سے اٹھی تھی ؎

اے بہ تحقیر من بستہ کمر

خانہ ات ویراں تو در فکر دگر

اور اگرچہ اس الہام کی وسعت اور اثر کسی خاص زمانہ اور خاص شخص تک محدود نہیں ہے۔ تاہم بہت سے ہیں جو اس مامور کی مخالفت اور اہانت کا نتیجہ بھگت چکے ہیں اور بہت سے ہیں جو اپنی رسوائی کے آثار دیکھ رہے ہیں کیا اچھا ہو کہ وہ اسی آسمانی انذار سے فائدہ اٹھائیں اور خدا کے مامور کی اس پیشگوئی کو یاد رکھیں ؎

خدا رسوا کریگا تم کو میں اعزاز پاؤنگا

سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنیوالی ہے

کون سعید ہے جو اس انذار سے فائدہ اٹھائے +

سود خواروں پر قہر خدا کی بجلی

۱۹ ماہ رواں کو شملہ میں پنجاب کی مجلس واضع آئین کا جلسہ تھا اور ہز آنر لفٹننٹ گورنر صاحب نے اپنی تقریر میں صوبہ ہذا کی ترقی پر خوشی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ "مادی ترقی اور وسعت کے لحاظ سے کوئی دوسرا صوبہ پنجاب کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا" لیکن کمزور انسان کیا جانتا ہو کہ پس پردہ خدا کا ہاتھ کس کام میں مصروف ہے بقول مسٹر اسکوئتھ کو ابھی لنڈن کے عہدنامہ کی سیاہی خشک ہونے نہیں پائی تھی کہ اسے پاؤں تلے روندا گیا۔ اور ... اسکی ردی کے پرزے سے زیادہ وقعت نہ رہی یہی حال پنجاب کی مادی ترقی کا ہوا۔ ابھی ہز آنر کی آواز شملہ کی پر فضا ہواؤں میں بمشکل آشیانہ بنانے پائی تھی۔ کہ لاہور میں پیپلز بنک اور امرتسر بینک بند کر دیئے گئے۔ بالفاظ ہندوستان ۹ ستمبر کے منحوس دن کو پنجاب کے خرمن تجارت پر بجلی گری اور کاروباری دنیا میں زلزلہ آیا" جسکا اثر پنجاب کے مختلف شہروں تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ گنگا جمنا پار الہ آباد۔ آگرہ کانپور احمد آباد بمبئی اور بنارس تک پہنچا۔ اور لوگوں کو لاکھوں روپیہ ضائع ہو جانیکا اندیشہ لاحق ہوا۔ اگرچہ بینکوں کو بالکل بند نہیں کیا گیا۔ صرف روانگی ۳۰ ستمبر تک ملتوی کی گئی ہے تاہم لوگونکی پریشانی درجہ کمال پر پہنچی ہوئی ہے لاہور میں ۲۱ اور ۲۲ ستمبر کو جلسہ کر کے تمام دو مرسے بینکوں کے ڈائرکٹروں نے پبلک کو اطمینان دلایا لیکن بے سود۔ لنڈن کے مالی حلقوں میں کوئی تشویش نہیں کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ بینک ہندوستانی انتظام میں تھے گورنمنٹ سے انکا تعلق نہ تھا۔ اس پریشانی میں بہت سے مسلمان شامل ہیں جنکا روپیہ ان بنکوں میں تھا چنانچہ وطن صاحب جو مسلمانوں کی ترقی اب بینکوں کے اجراء پر بتاتے تھے انکا بھی پندرہ ہزار روپیہ حصص میں ہے۔ اگر نقصان ہوا تو وہ سمجھیں کہ حرمت الربوا کی خلاف ورزی کی سزا مل رہی ہے ؎

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید

کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

حضور وائسرائے کے قابل شکریہ الفاظ

۱۷ ستمبر کو حضور وائسرائے نے کونسل میں جو تقریر کی تھی اور جسکا مختصر اقتباس گزشتہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔ وہ اپنی سیاسی حیثیت سے بینظیر اور ہندوستان میں اپنی قسم کی پہلی ہے۔ حضور ملک معظم کا نائب السلطنت ایکطرف تو اپنی مسلمان رعایا کے محسوسات کو مدنظر رکھکر اسلامی دنیا کے واقعات پر متانت سے بحث کرتا ہے اور مسلمانوں کو حکومت انگلشیہ کا جزو ہونے کے باعث دوراندیشی اور خود ضبطی کا قابل قدر مشورہ دیتا ہے۔ اور کانپور کے حادثہ پر مبتلا نیز بیواؤں اور یتامیٰ سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے دوسری طرف ہندو مسلمان دونوں کی مشترک خارجی شکایات متعلق نوآبادیات اسی رنگ اور لہجہ میں تقریر فرماتا ہے۔ جو ہندوستان کے نیکدل اور فرمانروا کے شایان شان ہو سکتا ہے فرمایا" نوآبادیات میں ہندوستانیوں کے سوال کو گورنمنٹ اہمیت دیتی ہے۔ ہم اس میں بڑی گہری دلچسپی لیتے ہیں میری گورنمنٹ اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کرتی ہے اور جہاں تک ممکن ہوگا۔ نوآبادیوں میں ہندوستانیوں کے ساتھ وہی سلوک کئے جانے پر شہنشاہ معظم کی خدمت میں عرض معروض کرینگے جیسا کہ بستیوں کی اصلی رعایا کے ساتھ ہوتا ہے اور جب تک تدارک نہ ہو جائے ہم اس پر زور دیتے جائینگے" مسلم لیگ نے ایک غیر معمولی اجلاس میں ہز ایکسیلینسی کے ان ہمدردانہ خیالات کا شکریہ ادا کیا ہے اور یقیناً نیکدل ہارڈنج شکریہ کا مستحق ہے کیونکہ جس ہندوستان میں اسکی جان لینے کی کوشش کی گئی وہ اسکی بہتری چاہتا اور اشارتاً بھی اپنے رنج کا اظہار نہیں کرتا ہے کیا صرف ایک لارڈ ہارڈنج کا وجود انگریزی سلطنت کے برکات کا ثبوت ہے۔ اور حکومت کے خلاف جدوجہد کرنیوالوں کو شرم نہیں دلاتا ہوں

ہندوستان کے تعلیمی معاملات

حضور وائیسرائے نے اشاعت تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ "شروع ہی سے ہم اور ہماری گورنمنٹ اشاعت و ترقی تعلیم کے لئے ازحد کوشاں رہے ہیں جب ہم وائیسرائے مقرر ہو کر آئے ہیں۔ تو کل تعلیم کا خرچ چار کروڑ روپیہ سے کچھ کم تھا۔ اب لوکل گورنمنٹوں کو چار کروڑ ۹۰ لاکھ روپیہ غیر مستقل اخراجات کے لئے اور ایک کروڑ ۱۰ لاکھ مستقل اخراجات کے لئے عطا ہو چکا ہے یہ صرف اس پالیسی کا شروع ہے جسکا نفاذ ہم آہستہ آہستہ لگاتار کرتے رہینگے ان واقعات کی موجودگی میں بھی ہم بعض اطراف سے یہ آواز سن کر حیران ہوتے ہیں کہ گورنمنٹ اعلیٰ تعلیم کو روکنا چاہتی ہے گورنمنٹ پر دباؤ ڈالا گیا ہے کہ سارا کا سارا روپیہ پرائمری تعلیم پر صرف ہونا چاہیئے ہم چیلنج دیتے ہیں کہ کوئی ثابت کرے کہ ہماری تعلیمی پالیسی فیاضانہ اور ترقی دینے والی نہیں" ہز اکسیلنسی کی نیت رعایا پروری پر بھلا کس کو شک ہو سکتا ہے۔ اور گورنمنٹ کی فیاضی کا کون انکار کر سکتا ہو لیکن انسپکٹروں کا سختی سے حکم دیدینا کہ مقررہ تعداد سے زیادہ لڑکے آئیں تو جواب دیدو فیس کا بڑھ جانا پرائیویٹ امتحان کی بندش۔ امتحانات میں سختی وغیرہ وغیرہ ایسے امور ہیں جو غربا کی تعلیم میں رکاوٹ پیدا کر رہے ہیں اور مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ بدقسمتی سے موجودہ تعلیمی فیاضی کے حصہ سے متوسط الحال طبقہ پہلے کی نسبت محروم ہو رہا ہے۔

بائیکاٹ کا اصل موقعہ

ہندوستان کے جوشیلے نوجوان جو اپنے مطالبات منوانے کے لئے یورپینی اسباب تجارت کا بائیکاٹ کیا کرتے اور اسکو مخالف کے مقابلہ میں ایک زبردست حربہ سمجھتے ہیں۔ انکے لئے موقعہ ہے کہ یورپ کے اخلاق شکن آنیوالے حملہ کا جواب بھی اسی حربہ سے دیں۔ اور گورنمنٹ عالیہ کا ہاتھ بٹائیں۔ ہمارا مطلب مس ماڈ۔ ایلن کے حیاسوز ناچ کی مخالفت سے ہے یہ ناچنے والی سفید عورت اپنے سازوسامان سے آراستہ ہو کر عنقریب ہندوستان پر حملہ آور ہوا چاہتی ہے۔ بمبئی کے مسٹر جے ایف کروکے نے اسکے مشرق میں ۰۰ ناچوں کا ٹھیکہ ۲۵۰۰۰ روپیہ پر لینا چاہا ہے لیکن مس ماڈ کے ایجنٹ بارو ڈ رڈی نے ابھی تک معاہدہ کرنے سے انکار کیا ہے کیا باغیرت ہندوستانی اسموقعہ پر غیرت دکھائینگے اور سفید عورت کا برہنہ ناچ مسٹر ایڈورڈ کمشنر پولیس بمبئی کے الفاظ میں صرف یوروپین ہی کیلئے چھوڑ دینگے اور بائیکاٹ کا اصل موقعہ پر استعمال کرینگے

یورپ اپنی تہذیب سے بیزار ہے

مس ماڈ ایلین کے آنے سے قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جو عورت مہذب یورپ میں برہنہ ناچتی اور اسکا ناچ ایک قدرتی نظارہ تصور کیا جاتا ہے۔ اسکے ہند میں آنے پر کیوں یوروپین لوگ مخالفت کرتے ہیں اسکا جواب فطرت انسانی دیتی ہے جو نہیں چاہتی کہ ہمارا عیب دوسروں پر ظاہر ہو۔ اور مزید براں یوروپ میں بھی ان مخرب اخلاق ناچوں کے خلاف آواز اٹھنی شروع ہو گئی ہے چنانچہ سینٹ پال کیتھیڈرل لنڈن میں وعظ کرتے ہوئے پادری ہولٹ صاحب نے فرمایا "اخبارات میں ایسی اخلاق شکن باتوں کی شکایت ہوتی رہتی ہے۔ جو تھوڑی سی توجہ اور غور سے دور ہو سکتی ہے مثلاً ایک مکروہ ناچ ہی لیلو جو برائیوں کا محرک اور شرم و ناموس کا تباہ کرنے والا ہے اگر سب ملکر یہ کہدیں کہ " خواہ کچھ ہو جائے۔ میں اپنی لڑکی کو ایسے فحش کی اجازت نہ دونگا۔ تو بس ان تمام غیر مہذب برائیوں کا انسداد ہو جائیگا"

ترکوں کا نیا جہاز

جو لوگ ترکی معاملات سے دلچسپی رکھتے اور سابقہ ترکی بحری عظمت نیز موجودہ زوال سے واقف ہیں جنکو یہ علم ہے کہ ایک وقت وہ تھا۔ جبکہ انگلینڈ کی ملکہ الزبتھ ہسپانیہ کے مقابلہ میں سلطان روم کے بیڑے کی مدد کے لئے خواستگار تھی اور آج وہ دن ہے کہ ترکی بیڑا یونان سے بھی شکست کھا چکا ہے اور اسے بلگیریا کی چار پانچ تباہ کن کشتیوں کو زیر کرنے کی بھی جرأت نہیں ہوئی وہ یقیناً نئے ترکی ڈریڈناٹ رشادیہ یا رشادیہ کے پانی میں آنا ہے جانیکی خبر سنکر مسرور ہوئے ہونگے۔ اسکے متعلق مزید خبریں بتلاتی ہیں کہ اسکی کپتانی کا عہدہ بہادر حمیدیہ کے جانباز بہادر و شجاع افسر رؤف بے کو پیش کیا گیا ہے یہ جہاز ۶ دسمبر ۱۹۱۱ء سے زیر تعمیر تھا دوران جنگ بلقان میں اسپر کام بند ہو گیا تھا۔ اور افواہ تھی کہ یہ جہاز انگریزی بیڑے میں شامل ہو جائیگا۔ لیکن ترکی حکومت نے جوں توں کر کے اقساط مقررہ ادا کر دیں اور جہاز تیار کرا لیا۔ اسکا وزن ۲۳ ہزار ٹن طول ۵۲۵ فٹ اور رفتار ۲۱ ناٹ فی گھنٹہ ہے ۱۳½ انچ دہانہ کی ۱۰ توپیں اور ۶ انچ کی ۱۶ اتواپ ہیں۔ ایک اور اسی قسم کا جہاز ترکوں کیلئے ریدوکینز میں رہا تھا لیکن اسپر کچھ مدت سے کام بند ہے۔ ۱۸۶۵ء کے بعد رشادیہ پہلا نیا جہاز ہے۔ جو ترکی بیڑہ میں شامل ہوا ہے

کارنیگی کا محل امن

فرنگستان اپنے تئیں مہذب اور حامئے امن سمجھتا ہے۔ امن کے بحال رکھنے کے لئے یوروپ کی طاقتوں کو آئے دن فوجوں اور جہازوں میں اضافہ کی ضرورت لاحق ہو رہی ہیں۔ اور قیام امن کے لئے ایسی ایسی ایجادیں اختراع کیجاتی ہیں۔ جن کے ذریعہ تھوڑی توجہ سے دشمن کا بڑا نقصان ہوتا ہے مثلاً حال ہی برقی تارپیڈو ایجاد ہوا ہے۔ جسکو کئی میل کے فاصلہ سے آگ دیجا سکتی ہے اور بآسانی ایک جنگی جہاز تباہ کر سکتا ہے بحالئے امن کی ان مہلک کوششوں کے علاوہ گورپی اقوام کے باہمی نزاع کو مٹانے اور متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ کرنے کے لئے ہیگ واقعہ ہالینڈ میں ایک عظیم الشان عمارت بنائی گئی ہے جسکا نام "محل امن" ہے اس عمارت کی تعمیر کے لئے ایک دولتمند فرنگی مسٹر کارنیگی نے ۴۵ لاکھ روپیہ عطا کیا تھا۔ اور شاہان یوروپ میں ہر ایک نے کوئی نہ کوئی چیز محل کی زینت کے لئے عنایت کی تھی۔ موجودہ محل کا نقشہ ۲۱۶ نقشوں میں سے منتخب کیا گیا تھا۔ اور تعمیر میں چھ سال کا عرصہ لگا ہے۔ اسکا سنگ بنیاد ۳۰۔ جولائی ۱۹۰۷ء کو رکھا گیا تھا۔ اسکے اندر جو امن کا مندر ہے۔ اسکا اندرون حصہ ۷۰ فٹ لمبا۔ ۴۸ فٹ چوڑا ۲۳ فٹ اونچا ہے۔ کل عمارت ۲۶۰ فٹ مربع ہے۔ اسکے ساتھ ایک لائبریری بھی رکھی گئی ہے۔ جس میں ۲ لاکھ کتابوں کے رکھنے کی گنجائش ہے۔

ہندوستانی قلیوں کی مشکلات

ابھی چند روز کا عرصہ ہوا ہے کہ اخبارات میں ایک ہندوستانی قلی عورت کی دردناک داستان شایع ہوئی تھی۔ جس نے جزیرہ فجی میں اپنے ناموس کی حفاظت دریا میں کود کر اور جان پر کھیل کر کی اور اپنی مصیبت کو دوسروں کی عبرت کے لئے ہندوستان میں شایع کرایا۔ اسکے بعد برٹش گائنا کے قلیوں کا معاملہ ہے جسکی نسبت امپیریل کونسل میں گورنمنٹ کو افسوس کے ساتھ تسلیم کرنا پڑا کہ قلیوں کے شورش بپا کرنے اور منتشر ہونے پر پولیس کو گولیاں چلانی پڑیں۔ اور ۱۵ جانوں کا نقصان ہوا اسکے بعد ایک اور مصیبت زدہ قلی نے ملایا سے اپنا دردناک قصہ تحریر کر کے اہل ملک کو متنبہ کیا ہے۔ کہ قلی بھرتی کرنیوالے ایجنٹوں کے جھانسے میں آکر بھولے سے ترک وطن کرنیکا خیال نہ کریں ورنہ غلامی اور حیوانوں کی سی زندگی بسر کرنی پڑیگی ہندوستانی قلیوں کی مشکلات کا باعث اور انکی جہالت لاعلمی ہے ورنہ ولایت کے بھی تو قلی ہیں جو مالکوں کا ناک میں دم کرتے اور اپنے مطالبات منوا کر دم لیتے ہیں۔ وہ قلی بھی ہمارے بابوؤں سے بہتر ہیں اسلئے

مشرقی نقالوں کو ابھی شاگردی درکار ہے

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یورپ کی دیکھا دیکھی ایشیا بھی مغربی کی تحصیل کے لئے کوشاں بلکہ بے قرار ہے۔ کپلنگ کے الفاظ "مشرق مشرق ہی ہے۔ اور مغرب مغرب" اپنا رنگ دکھا رہے ہیں۔ مغرب کا حریت پسند سر اڈورڈ کارسن کا سا قوم پرست ہے۔ جو گورنمنٹ کی مخالفت پر اسقدر تلا ہوا ہے۔ ہوم رول کے قانون بنجانے کی صورت میں السٹر میں عارضی گورنمنٹ بنانے کا مسودہ تیار کر رہا ہے۔ عہدہ دار مقرر ہو رہے ہیں۔ فوج مرتب کر لی گئی ہے۔ جنرل رچرڈسن سپہ سالار سر ولیم آڈبیٹر ایجوٹنٹ جنرل اور کرنل جارج کہٹ چیف آف سٹاف مقرر ہو چکے ہیں۔ والنٹیرز کی امداد کے لئے ۱۰ لاکھ پونڈ کا سرمایہ جمع کیا جارہا ہے۔ تاکہ بصورت جنگ مقتولین کے ورثا کی امداد کیجائے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر لڑائی ہوئی۔ تو یورپ طرز حرب استعمال ہوگا۔ اب سرکار کے مقابل لبرل حکومت ہے۔ جو بہت کچھ دیکھ رہی ہے۔ اخبارات سر کارسن کی گرفتاری پر زور دے رہے ہیں۔ اور ہڑتالوں کی وجہ سے جو کاروباری ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا ذمہ وار اسی شاہ پسند قانوندان لیڈر کو ٹھہرا یا جا رہا ہے۔ تاہم مسٹر اسکوئتھ کی گورنمنٹ خاموش ہے۔ اور کشت وخون کی بجائے مصالحت کی کانفرنس کا انعقاد ضروری سمجھتی ہے۔ لیکن کیا ٹرکی کے انور بے یا چین کے یوآن شیکائی نے بھی ایسا ہی کیا۔ اوّل الذکر نے ایک بہادر جرنیل اور تجربہ کار سپہ سالار کو یا بعالی کے اندر گولی سے ہلاک کیا۔ اور نوجوان ترکی حکومت نے ایک درجن تعلیم یافتہ قابل ترکوں کو محض اپنی حکومت کے برخلاف ہونے اور ایک شخص کو قتل کرنے کی پاداش میں دار پر چڑھا دیا۔ اور بہتیروں کو جلاوطن کر دیا۔ موخرالذکر نے سازشیں کراکر اپنے برخلاف چینی جرنیل کو زہر دلوانے کی کوشش کی۔ اور بعضوں کو خود مروا ڈالا۔ پھر اپنی طاقت جمانے کیلئے جیسا کہ بعض کا خیال ہے۔ ملک میں شورش برپا کر ڈالی۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ مشرقی نقالوں کو ابھی مغربی شاگردی کی ضرورت ہے ٭

یورپ کی مادی ترقی کا راز

اللہ تعالیٰ کا یہ مسلمہ قانون ہے کہ جو محنت کرتا ہے۔ وہ اس کے نتائج سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ جو بوتا ہے وہ کاٹتا ہے۔ جو کھٹکھٹاتا ہے۔ اس کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔ جو رنج اٹھاتا ہے۔ وہ گنج پاتا ہے۔ غرض جسقدر بڑی قربانی کی جاتی ہے۔ اتنا ہی بڑا انعام اُس خدا سے ملتا ہے۔ جو فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ پس اگر آج یورپ مادی دنیا کا پادشاہ ہے۔ تو اس کے ہی فرزند ہیں جو جان دیتے ہیں۔ اور دل نہیں چھوڑتے اور جبتک گوہر مقصود ان کو میسر نہیں آجاتا۔ وہ سکندر کی طرح چشمہ حیواں ناکام واپس نہیں آتے۔ وہ رستم و اسفندیار کے سے سینکڑوں ہفتخواں طے کرتے ہیں۔ لیکن اُسے بڑی کامیابی نہیں سمجھتے۔ اگر ان کو زمین کے سروں پر پہنچنے کا خیال آجائے۔ تو کپتان سکاٹ کی مہم کی تباہی اس کی سدراہ نہیں ہوسکتی۔ اگر وہ الپ کی یا ہمالہ کی چوٹی پر چڑھنا چاہیں۔ یا ہوابازی کے فن میں مزید ترقی کرنا چاہیں۔ تو آئے دن واقعہ ہونے والے حادثات اور اتلاف جان ان کی ہمت مردانہ میں کمی نہیں لا سکتے چنانچہ چندروز کے اندر کوہ الپ کی چوٹی پر چڑھنے والوں میں مفصلہ ذیل حادثات واقعہ ہوئے ہیں۔ (۱) ایک انگریز فرانسس نامی دو ساتھیوں کو لیکر چوٹی پر چڑھنے لگا۔ اور دو رات تک اس کو مجبوراً آسمان کی بلند سقف کے نیچے برف وباراں کی سختی برداشت کرنی پڑی۔ (۲) ایک ولندیز نوجوان نقاش کا اسی پر سے پاؤں پھسل گیا وہ گرا۔ اور اس کی جان عزیز نے جسم سے فرقت کی۔ (۳) دو جرمن نوجوانوں نے بویریا میں الپ کی سب سے اونچی چوٹی پر چڑھنا چاہا۔ لیکن چوٹی سے ۵۰۰ فٹ نیچے جاکر سرد ہو گئے۔ اور وہیں ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ (۴) ایک انگریز نوجوان نے اسی کوشش میں جان دی۔ پھران جانبازوں نے ایشیا پر بھی حملہ کر رکھا ہے۔ ایک اٹالین اور دو انگریز خواتین تبت میں مصروف تحقیقات ہیں۔ گورنمنٹ ہند بھی ڈاکٹر سٹاین کو مکرر اسی کام کے لئے تبت بھیج رہی ہے۔ پس جو کوشش کرتا ہے وہ پھل پاتا ہے۔ اور اللہ کبھی کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا ٭

مغلوب کیونکر غالب ہوتا ہے

جن لوگوں نے یہ دیکھا ہو۔ کہ گرے ہوئے کیونکر اٹھتے ہیں۔ بگڑی ہوئی کیونکر بنتی ہے۔ مایوسی کی پر خطر تاریک رات امید کی درخشندہ صبح میں کیونکر تبدیل ہوسکتی ہے۔ اور مغلوب شکست کی ذلت برداشت کرنے کے بعد کیونکر دوبارہ غلبہ پاتا اور فاتح متصور ہوتا ہے۔ وہ ملک روم کی موجودہ حالت پر نظر غائر ڈالکر دیکھیں۔ اور قدرت نمائی کے جلوہ کو ملاحظہ کریں۔ جب مختار پاشا کی وزارت نے انجمن اتحاد و ترقی کے دباؤ اور ریاستہائے بلقان کے گستاخانہ انداز حرب سے مجبور ہو کر فوجوں کو حرکت میں آنے کا حکم دیا تھا۔ تو یورپ کو یہ یقین تھا۔ کہ ٹرکی فتحیاب ہوگی۔ اور غالب رہیگی۔ اور اسی لئے فرنگی طاقتوں نے اعلان کر دیا۔ کہ "جنگ بلقان کا خواہ کچھ ہی نتیجہ ہو ملکی حدود کی موجودہ حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی"۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہا جاوے۔ کہ ترک خواہ کتنی فتوحات کریں۔ لیکن ان کو فتح کے ثمرہ سے محروم رکھا جائیگا۔ لیکن اس جنگ نے یورپی قیاس اور سیاست دانی کو ہر موقعہ پر غلط ثابت کر دکھایا۔ اور وہ ٹرکی جس کا سپاہی بقول نپولین "میدان جنگ میں جان دینے کو پیٹھ پھیرنے سے ترجیح دیتا تھا"۔ اور جس کو لڑنے والی کل کہا جاتا تھا۔ وہ لولی برغاس کے میدان میں شکست کھا کر بھاگا۔ اور گو اُس نے "ادرنہ" کے قلعوں کی پناہ اور بویر کے پہاڑی مورچوں کی آڑ میں بلغاریہ کو جوہر مردانگی دکھائے۔ لیکن جب اس کے کان میں ادرنہ کے سقوط اور جانباز شکری پاشا کی گرفتاری کی وحشت انگیز خبر پہونچی۔ اور پایہ تخت صوفیہ میں بلغاریہ کی فتح اور ترک کی شکست پر بے انتہا اظہار مسرت کیا گیا۔ تو اُس وقت بہادر ترک کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ وہ راضی بقضا ہو گیا۔ اور اپنی "مغلوبیت" کو تسلیم کرنے کے سوا اس کو چارہ نہ تھا۔ اس وقت خدا کا ہاتھ مغلوب کے سر پر اور ظالم کی گردن پر پڑا۔ اور بالفاظ ڈیلی "الحدیث" ترکوں نے اپنا بہت سا وہ علاقہ جو بلغاریوں نے چھین لیا تھا۔ بغیر قطرہ خون گرائے واپس لے لیا۔ یورپ میں ایک شور محشر بپا ہوا کہ ادرنہ ترکوں سے چھین لو۔ مگر کون تھا جو خدا کی مشیت کو بدل سکتا۔ اور اس کے پاک کلام کو جو محمد رسول اللہ کے سچے نائب مسیح موعود پر نازل ہو کر برسوں پہلے دنیا میں نیز ترکی فوجوں میں شائع ہوچکا تھا ٹال سکتا؟ ادرنہ کا لینا ہی مغلوب کا غالب ہونا تھا۔ اور نیا بھی اس طرح پر کہ بلغاریہ کو اپنی بے بسی تسلیم کرکے ترکوں سے براہ راست نامہ وپیام کرنا اور یورپ سے ٹکا سا جواب صاف ملنا اور ایڈریا نوپل کے ساتھ ہی دریائے مرٹزا کے غربی کنارہ پر کا بھی ایک علاقہ نذر کرنا پڑا۔ کیا دشمن اب بھی میرزا کے معجزہ سے انکار کرے گا۔ اور دیکھ کر ان کر پھر نشان کو جھٹلائیگا۔ ؎

نشاں کو دیکھکر انکار کب تک پیش جائیگا
ارے اک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے

اس پیشگوئی پر اعتراض

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ترکوں کی حالت عرصہ سے خراب تھی۔ سب کو معلوم تھا۔ کہ وہ مغلوب ہوں گے۔ اس لئے مرزا صاحب نے بھی پہلے مغلوب ہونے کی پیشگوئی کردی۔ ایسے لوگ فرنگی طاقتوں کا وہ اعلان پڑھیں۔ جو ابتدائے جنگ میں کیا گیا تھا۔ کہ فتحمند قوم ثمرات فتح سے محروم رہیگی۔ جس سے یقینی طور پر ثابت ہے۔ کہ سیاسی مدبرین غلبہ ترکی کا یقین رکھتے تھے۔ اور یہ مغلوب ہونا ان کے قیاسات کے خلاف اور خدا کے کلام کے موافق نکلا۔ دوسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ ترکوں نے بہت سا علاقہ دیا اور تھوڑا سا لیا۔ یہ فتح کیا ہوئی۔ ایسے معترضین خدا کے کلام غلبت الروم فی ادنی الارض پر غور کریں۔ کہ مغلوب ترب کی سرزمین یعنی ایڈریانوپل میں ہوں گے۔ اور غلبہ بھی اسی علاقہ کے متعلق ہے۔ تمام علاقہ کی ذمہ واری نہیں۔ اور ابھی دیکھئے خدا تعالیٰ آئندہ کیا دکھاتا ہے ٭

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

ایمان کو عملی رنگ میں سکھانے والا مذہب

اگر فطرت انسانیہ کا مطالعہ کیا جاوے۔ تو یہ بات بالکل منکشف اور عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ انسان کی ہئیت کذائی بتلا رہی ہے۔ کہ یہ کام کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ بے کاری اور سستی کو اس کی بناوٹ میں دخل ہی نہیں۔ کیا تم بچے کی فطرت کا ملاحظہ نہیں کرتے۔ دنیا میں آتے ہی انگوٹھا چوسنے لگ جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کام کرنے کیلئے پیدا ہُوا ہے۔ پس کام کرنے سے انسان خوش و خرم رہتا ہے۔ صاف نتیجہ نکل آیا۔ کیا ہی سچا جملہ ہے۔ جو خالق فطرت نے اپنی کتاب مجید میں نازل فرمایا ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی کبد۔ ہم نے انسان کو محنت میں پیدا کیا ہے۔ اُس کی ساری عمر میں ایسے لوازمات رکھ دئے ہیں۔ کہ وہ محنت سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ یہ محنت بڑی عجیب چیز ہے۔ یہ ایک کیمیا ہے۔ جسکو یہ کیمیا عطا ہوئی ہے۔ اُس کو مہوسوں کی کیمیا کی حاجت نہیں۔ محنت پستی سے اٹھا کر انسان کو بلندی کے تخت پر بٹھا دیتی ہے۔ ہزاروں مثالیں اس بات کے ثبوت کیلئے پائی جاتی ہیں۔ کہ محنت سے انسان ہمیشہ کامیاب ہُوا ہے۔ اور بغیر محنت کے انسان کو کچھ نہیں ملسکتا۔ **وان لیس للانسان الا ما سعی۔**

خدا تعالیٰ نے کوئی ایسا انعام نہیں رکھا جس کے ساتھ اس نے محنت اور تکلیف نہ لگائی ہو۔ ادنے انعام کے لئے ادنے تکلیف اور محنت برداشت کرنی ہوگی۔ اور جتنا جتنا اعلےٰ انعام چاہو گے۔ اتنی اتنی زیادہ مشقت اور محنت تم کو اٹھانی پڑے گی۔ کیا تم روزمرہ کے تجارب سے انکار کرو گے۔ کیا تم محسوسہ مشاہدات کی تکذیب کرو گے۔ ہرگز یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اگر انسان اعلےٰ درجہ کا نتیجہ لینا چاہتا ہے۔ تو وہ اُس کے لئے محنت اور تکلیف کو گوارا نہ کرے۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور ابھی تک تمہارے پاس اُن لوگوں کا حال نہیں پہنچا۔ جو تم سے پہلے تھے۔ اُن کو قحطوں اور بیماریوں نے پکڑ لیا۔ اور قسم قسم کے زلازل اور مصائب ان پر آئے۔ یہاں تک کہ رسول اور اس کے ہمراہی مومنوں نے کہدیا۔ اللہ کی مدد کب آئیگی۔ اس باران رحمت کی طرح جو سخت حالت یاس میں نزول کی جاتی ہے۔ خبردار خدا کی مدد قریب ہے۔ تم دنیا کی ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر غور کرو۔ کوئی اعلےٰ درجہ کا کام بغیر کوشش اور محنت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

من طلب العلی من غیر کد اضاع العمر فی طلب المحال۔ اگر تم اعلےٰ درجہ کا امتحان پاس کرنا چاہتے ہو۔ ایم۔ اے بننا چاہتے ہو۔ تو تمہیں وقت خرچ کرنا ہو گا۔ سخت محنت برداشت کرنی پڑے گی۔ دماغ صرف کرنا پڑے گا۔ اور لیل و نہار اس خیال میں اپنے آپ کو محدود رکھنا پڑے گا۔ غرضیکہ اپنے اوپر موت وارد کرنے کے بغیر کوئی کامیابی نہیں ملسکتی۔ اور بغیر یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا کہنے کے تم کب اس بشارت کو لے سکتے ہو۔ الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان محنت کرنے کے لئے پیدا ہُوا ہے۔ بغیر محنت کے کسی کامیابی کا منہ دیکھنا بالکل محال اور ناممکن ہے۔ اور جب تک اُس عورت کیطرح جو دنیا میں والدہ بننے کا فخر حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تم اپنے اوپر موت کو وارد نہ کرو۔ تم اعلےٰ درجہ کا نتیجہ نہیں حاصل کر سکتے۔

جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انسان اس فطرت کے ساتھ پیدا ہُوا ہے۔ جو اوپر مذکور ہوئی۔ تو اب اُسے ایسے مذہب کی ضرورت ہے۔ جو اس کے فزیکل آرگنز کی تہذیب کر سکے۔ اور اُس کے قوےٰ اور اعضاء میں عمل کی تحریک پیدا کر سکے۔ اسے ایسے مذہب کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ جو اس کے قوےٰ میں خمود اور جمود پیدا کرے۔ کیونکہ یہ اس کی فطرت کے بالکل برخلاف ہے۔ اسے ایک عملی مذہب کی ضرورت ہے۔ انسان کے جوں جوں قوےٰ میں نشو و نما اور زندگی کے علائم و آثار ترقی کرتے جاتے ہیں۔ اُس کی قوت عملیہ بھی ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدیہی دلیل ہو سکتی ہے کہ انسانی زندگی اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ اسے ایسے ایسے امور کے کرنے پر لگایا جاوے۔ جس میں اُس کے اعضاء کھلیں۔ اور اُس کے قوےٰ کا جمود دُور ہو جائے مجھے تو دُنیا میں کوئی ایسا مذہب نظر آتا ہی نہیں جس نے حصول قرب الٰہی کے لئے بکثرت ذرائع اور وسائل مقرر فرما دئے ہوں۔ جنکو طے کر کے ایک انسان منزل مقصود کو پہنچ جائے۔ یاایھا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملاقیہ اور اس کے تمام قوےٰ قانون کی حدود بست کے اندر آکر مہذب ہو جائیں۔ اور اوصاف حمیدہ سے ہو جائیں۔ ہاں صرف ایک ہی ایسا مذہب ہے۔ جسکا نام ہی اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ کہ بغیر فرمانبرداری کے کچھ بھی قابل پذیرائی نہیں ہو گا۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخٰسرین۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا مذہب چاہتا ہے۔ وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا۔ اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا۔ زبانی جمع خرچ کسی کام کا نہیں ہوتا۔ جب تک اس کے ساتھ عملی تصدیق نہ ہو۔ صرف باتوں سے کیا بنتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ مذہب تب ہی مذہب ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ اللہ کی فرمانبرداری کرائے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام تحقیق مذہب اللہ کے نزدیک فرمانبرداری کا نام ہے۔ پس منہ سے مسلمان کہلانا کافی نہیں۔ بغیر مغز کے قشر کسی کام کا نہیں۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اس معیار پر اگر ہم تمام مذاہب کا امتحان لیں۔ تو ہمیں کم مذہب ملیں گے جنمیں علاوہ زبانی جمع خرچ کے انسان کو عمل میں لگایا گیا ہو۔ صرف قرآن شریف ہی ایک ایسی مبارک کتاب ہے جسمیں ایمان کے ساتھ عمل صالحہ کی بھی شرط لگائی گئی ہے۔ اسلام نے انسان کے تمام قوےٰ اور اعضاء کے متعلق اعمال بتائے ہیں کسی کو سست اور غافل ہونیکا موقع نہیں دیا۔ کوئی ہمیں بتائے۔ کہ کیا کوئی دنیا میں ایسا مذہب ہے۔ کہ اُس کی الہامی کتاب میں انسان کے ہر عضو اور قوت کے متعلق اعمال مقرر کئے گئے ہوں۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ ہم اللہ کے فضل سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ اسلام میں ہر عضو انسانی کے متعلق قوانین ہیں۔ دور جانیکی کوئی ضرورت نہیں اسلام کے پانچ ارکان پر ہی غور کر لو۔ کیا کلمہ شہادت انسانی زبان سے اقرار نہیں کرواتا۔ کلمہ شہادت ادا ہی نہیں ہو سکتا۔ جب تک انسان جو اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ اپنی زبان کو ہلائے۔ وضو میں مومن کے بہت سے اعضاء خدائی قانون کے ماتحت نہیں آتے۔ کیا نماز میں تمام انسانی بدن کام نہیں کرتا۔ کیا روزہ میں انسانی وجود کو تکلیف و محنت برداشت نہیں کرنی پڑتی۔ کیا زکوٰۃ دیتے وقت اُس کے مال پر اثر نہیں پڑتا۔ کیا حج کرنیکیلئے اُسے اپنے خویش و اقربا اور وطن کو خیرباد نہیں کہنا پڑتا۔

تصدیق المسیح

یارو جو مرد آنیکو تھا وُہ تو آچکا

وفات مسیح

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات بادلہ قطعیہ یقینیہ ثابت کی گئی ہے ۔ پس ایک مسلمان جو قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہے ۔ اس کو ہرگز حق نہیں پہنچتا ۔ کہ قرآن کریم کے بعد بھی حیات مسیح کا قائل ہو ۔ فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یومنون ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بچشم خود حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا ۔ اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مرکر دکھا دیا ۔ کہ تمام رسل اور نبی اسی طرح مرگئے ہیں ۔ مالکنت بدعا من الرسل ۔ پس قول رب العالمین اور سنت خاتم النبیین کے بعد کونسا طریق باقی رہ جاتا ہے ۔ جس کے ذریعہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ثبوت دیا جاوے ۔ یہ دونوں ایسی زبردست شہادتیں ہیں ۔ کہ کوئی شہادت ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی ✚

موتیٰ اس دنیا میں پھر واپس نہیں آسکتے

جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے ۔ کہ وہ اور انبیاء علیہم السلام کی طرح دار ابتلا سے دار البقا کی طرف انتقال فرماگئے ہیں ۔ تو اس کے بعد ہمیں یہ دکھانا ہے کہ جو مرجاتے ہیں ۔ وہ اس دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے ۔ حرام علی قریۃ اھلکنا ھا انھم لا یرجعون اور اس بستی پر ضروری ہے ۔ جس کو ہم نے ہلاک کردیا ہے ۔ کہ وہ واپس نہیں آئیں گے ۔ اور دوسری جگہ قرآن کریم میں آیا ہے ۔ حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا ۔ انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن وراءھم برزخ الی یوم یبعثون جب ایک کو موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے اور بار بار اس کو دہراتا ہے ۔ کہ اے میرے رب مجھے واپس بھیج ۔ تاکہ میں نیک کام کروں ۔ جنمیں مجھ سے پہلے کوتاہی ہوگئی ہے ۔ یہ ایک بات ہے جو وہ کہیگا ۔ اور ان کے آگے یوم قیام تک برزخ ہے ۔

آنیوالا اس امت میں سے ہے

قرآن شریف کی آیات پکار پکار کر کہہ رہی ہیں ۔ کہ اسی امت میں سے خلفاء آتے رہیں گے ۔ اور سورۃ نور میں صاف منکم کا لفظ موجود ہے ۔ اور بخاری اور مسلم میں امامکم منکم وارد ہوا ہے اور قرآن کریم سے ثابت ہے ۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پاگئے اور مرے ہوئے واپس نہیں آسکتے ۔ اور قرآن وحدیث حضرت مسیح موعود کے متعلق پکار پکار کر پیشگوئی کر رہے ہیں ۔ تو صاف نتیجہ نکلتا ہے ۔ کہ آنیوالا اس امت سے ہوگا ۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئاً ۔ اور اللہ نے وعدہ کیا ہے ۔ کہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں میں سے خلیفے بناتا رہیگا ۔ جیسا کہ وہ پہلے لوگوں میں سے خلیفے بناتا رہا تھا ۔ اور ان کے ذریعہ سے دین کو قوت بخشتا رہیگا ۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیگا ۔ وہ خلیفے میری عبادت کریں گے ۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرائینگے اس سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام اسی امت میں سے ہوگا ✚

ابن مریم استعارہ ہے

اس پر اصرار کرنا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے کو ابن مریم کرکے پکارا ہے ۔ محض جہالت ہے ۔ یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ یہ مسلم امر ہے ۔ اس میں کسی انسان کو انکار کی گنجائش نہیں ۔ کہ کلام الٰہی میں استعارات مجازات اور کنایات واشارات ضرور ہوتے ہیں اور ان کا ہونا ضروری ہوتا ہے ۔ اس کے سوا علم ادب بالکل ادھورا رہ جاتا ہے ۔ وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں ۔ جو محض خشک الفاظ پر قناعت کئے ہوئے ہیں ۔ قرآن کریم کی بعض آیات کے ترجمہ میں انکو ماننا پڑتا ہے ۔ کہ یہاں لفظی لغتی معنے مراد نہیں ہوسکتے ۔ مثلاً من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلاً ۔ کیا اس سے یہ مراد ہوسکتی ہے ۔ کہ جو لوگ یہاں جسمانی طور پر اندھے ہیں وہ وہاں بھی اندھے ہی ہونگے ۔ ہرگز نہیں ۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے ۔ کہ جو لوگ یہاں خدا کی معرفت کے اندھے ہیں ۔ وہ آخرت میں بھی اندھے ہونگے ۔ اگر کوئی خشک ملا یہ بات نہ مانے تو اسے چاہیئے ۔ کہ سورۃ طٰہٰ کا مطالعہ غور سے کرے ۔ اس میں صاف لکھا ہے ۔ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکاً ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی قال رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیراً قال کذلک اتتک آیاتنا فنسیتھا وکذلک الیوم تنسی ۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیریگا ۔ اسے تنگ گذارہ ملیگا ۔ اور قیامت کو ہم اسے اندھا اٹھائینگے کہیگا ۔ اے میرے رب تو نے مجھ کو کیوں اندھا اٹھایا حالانکہ میں تو بینا تھا ۔ فرمائیگا ۔ اسی طرح تیرے پاس ہمارے نشان آئے تھے ۔ تو نے ان کو فراموش کردیا ۔ اور آج تو متروک کیا جاوے گا ۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (بخاری) تمہارا کیا حال ہوگا ۔ جب ابن مریم تم میں آئیگا ۔ اور وہ تم ہی میں سے ہوگا ۔ امامکم منکم کا لفظ بول کر کے صاف تصریح فرمادی ۔ کہ وہ تم میں سے ہی ہوگا ۔ اور وہ بنی اسرائیل والا رسول نہیں ہوگا ۔ کیونکہ وہ منکم میں داخل نہیں ہوسکتا ۔ سورت نور کا منکم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا منکم ایک ہی معنے رکھتا ہے ۔ کیا قرآن کریم میں مومنوں کی مثال دو عورتوں سے نہیں دی گئی ۔ وہ مومن جو ابھی تک اپنے نفس امارہ سے آزاد نہیں ہوئے ۔ ان کو امراۃ فرعون سے مثال دی گئی ہے ۔ اور ان کو علاج بتایا ہے ۔ کہ وہ دعا مانگتے رہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس سے نجات دے ۔ اور وہ مومن جنہوں نے اپنے آپ کو تمام عیوب سے محفوظ رکھا ہے ۔ ان کو مریم سے مثال دی ہے ۔ ایسے مومنوں کو اللہ تعالیٰ الہام کا مورد بناتا ہے ۔ اور وہ ترقی کرتے کرتے عیسٰے بن جاتے ہیں ۔ جو کہ ابن مریم تھا ۔ اس لحاظ سے ان کا نام ابن مریم رکھا جاتا ہے ۔ معلوم نہیں لوگ اس کو کیوں بُرا مناتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ کیوں کسی کو محمد یا موسےٰ یا ابراہیم یا عیسٰے کہہ کے پکارتے ہیں ۔ لوگوں کے نام رکھے ہوئے بُرے نہیں سمجھے جاتے ۔ اور خدا کے نام کو بُرا سمجھا جاتا ہے ۔ قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون ۔ ہم جانتے ہیں ۔ کہ تمہیں ان کے اعتراض سے غم پہنچتا ہے ۔ وہ تیری تکذیب نہیں کرتے لیکن ظالم اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں ✚

دونوں مسیحوں کے حلیئے

اصلی اور سچی بات جو ہوتی ہے ۔ وہ اپنے ساتھ بہت سے شواہد اور موئیدات رکھتی ہے ۔ بھلا کس کس کا انکار منکر کریگا ۔ جھوٹ کے تو پاؤں نہیں ہوتے ۔ اور سانچ کو آنچ نہیں ۔ قرآن کریم کا فرمانا ۔ کہ آنیوالے تم ہی میں سے ہونگے ۔ ایسی قاطع دلیل ہے کہ اس کو رد کرنا مومنوں کا کام نہیں ہوسکتا ۔ اس کے علاوہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منکم فرماکر مہر لگادی ہے ۔ ابن مریم کی تعریف سورۃ نور میں خود اللہ تعالےٰ نے بیان فرمادی ۔ پھر بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہیں تک بس نہیں کی بلکہ ہر دو مسیحوں کے حلیئے بتاکر اپنی امت پر بھارا احسان فرمادیا ۔ تاکہ وہ قعر ضلالت میں جاگرے (فداہ ابی وامی وروحی) دیکھو یہ روایت اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری میں لکھی ہے ۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم رایت عیسٰی وموسیٰ وابراہیم فاما عیسی فاحمر جعد عریض الصدر واما موسی فآدم جسیم سبط کانہ من رجال الزط ۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عیسیٰ موسیٰ اور ابراہیم کو دیکھا ۔ عیسےٰ سرخ رنگ گھنگھرالے بال اور چوڑے سینے والا تھا لیکن موسیٰ گندم گوں جسیم اور سیدھے بالوں والا تھا اس حدیث میں مسیح عیسیٰ کا ذکر فرمایا ۔ جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے ماتحت تھا اور ساتھ ہی حضرت موسےٰ علیہ السلام کا ذکر بھی ساتھ ہی کردیا اور جب آپنے آخری زمانے کا ذکر فرمایا تو مسیح موعود کا حال ذکر کرتے کرتے فرمایا ولیلی ... عند الکعبۃ ... آدم ... الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ ... ہذا المسیح ابن مریم

امر بالمعروف

رسموں کو چھوڑ دو

ایک بت پرست رئیس نے حضرت خلیفۃ المسیح سے بڑے تعجب کے ساتھ دریافت کیا تھا۔ کہ مولوی جی! آپ کے گھر میں کوئی بھی دیوی نہیں۔ جب آپ نے فرمایا۔ کوئی بھی نہیں۔ تو اس نے حیرت سے کہا۔ کیا مرگا بھی نہیں آپ نے فرمایا نہیں۔ وہ بھی نہیں ہم تو ایک اللہ کے پرستار ہیں۔ پھر وہ رئیس کچھ دیر تامل کر کے بولا۔ مولوی صاحب اب میں سمجھ گیا۔ آپ لوگ دیوی دیوتا کے حدود سے باہر رہتے ہیں۔ اس لئے ان کی ناراضی کا اثر آپ پر نہیں پڑتا۔ اور ہم تو ان کی حدود کے اندر ہیں۔ اس لئے بجز ان کی پرستاری کے چارہ نہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے ہمارے علاقہ سے کوئی نکل کر انگریزوں کے ملک میں چلا جائے۔ تو پھر ہمارے بس نہیں چلتا۔ خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ کہ جناب آپ بھی دیوی دیوتا کی مدد سے باہر نکل سکتے ہیں۔ کوئی بڑی محنت بھی نہیں کرنی پڑتی۔ صرف ایک کلمہ کہنے کی دیر ہے۔ جو لا الہ الا اللہ ہے۔ یہ قصہ نہیں۔ بلکہ اس میں عبرت ہے۔ آجکل کے مسلمانوں کے لئے وہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ اور پھر قسم قسم کی بدعتوں طرح طرح کی رسموں میں گرفتار ہیں۔ بہت ان میں سے ایسے بھی ہیں۔ جو ان رسوم سے بیزار ہیں۔ مگر برادری کے لحاظ سے بدستور مقید ہیں۔ کیسے افسوس کی بات ہے۔ کہ مسلم یعنی بندۂ حضرت احدیت کہلا کر پھر طاغوت کی غلامی کی جائے۔ اور اپنے آپ کو خواہ مخواہ مصیبتوں میں گرفتار کر لیا جائے۔ قرآن جیسی پاک کتاب رسول اکرم جیسا اسوۂ حسنہ چھوڑ کر دنیا کی عارضی خوشی اور چند لمحوں کی واہ واہ کے لئے اپنا گھر جہنم میں بنانے کی تیاری کر لی جائے کیا یہ کوئی دانشمندی ہے۔ اور ایک عقلمند انسان یہ گوارا کر سکتا ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ نہیں۔ تو پھر کیوں ہمارے بھائی ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ اپنی زندگی کا دستور العمل نہیں بناتے اور کیا وجہ ہے۔ کہ جب کوئی تقریب خوشی یا غمی کی پیش آتی ہے۔ تو بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا پاک نمونہ اختیار کرنے کے رسم ورواج کے گڑھے میں گر پڑتے ہیں۔ اور پھر حاصل بھی کچھ نہیں ہوتا۔ بلکہ الٹا نقصان اٹھاتے ہیں۔ میں نے کبھی نہیں سنا۔ کہ تمام لوگ کسی شخص پر راضی ہو گئے ہیں۔ اگر کسی نے اپنا تمام گھر بار بھی لٹا دیا ہو۔ تو بھی نقص نکالنے والے نقص نکال لیتے ہیں اور عیب لگانے والے عیب لگا دیتے ہیں۔ جب صورت حال یہ ہے۔ تو کیا اچھا ہوتا۔ کہ بجائے مخلوق کے خالق کو راضی کرتے جو بہت آسان امر تھا۔ میں ان بندگان رسم ورواج کے حالات دیکھ دیکھ کر تعجب کرتا ہوں۔ کہ اپنے مال کا چالیسواں حصہ یا صدقۃ الفطر کے دن دو سیر غلہ دینے یا عید اضحیٰ کے روز قربانی کرنے کے لئے تو کئی بہانے تلاش کرتے ہیں۔ اور کئی عذر بنا لیتے ہیں۔ مگر یہی کسی رسم کو ادا کرنے کے لئے سودی قرضہ اٹھانے بلکہ جائداد بیچ دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ دنیا کی واہ واہ کے لئے تو یہ محنت جانکاہ اور آخرت کی دائمی خوشی اور ابدی مسرت کے واسطے یہ غفلت آہ صد آہ۔ کیا دنیا ہمیشہ کے رہنے کا گھر ہے۔ کیا اس میں ناموری۔ جھوٹی ناموری شہرت۔ نمائشی شہرت کسی کام آ سکتی ہے؟ کیا جب قرض کا بوجھ کچومر نکال دیتا ہے تو پھر ان مدحت سراؤں میں سے کوئی پاس بھی آ کر پھٹکتا ہے؟ کیا اس مشکل وقت میں کوئی ساتھ دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ میں نے تو دیکھا ہے۔ کہ اولاد بھی سخت سست کہتی ہے۔ کہ ہمیں کس مصیبت میں پھنسا گیا۔ وہی بچہ جس کی شادی پر رنڈیوں کا مجرا کرا کے اور ایک قسم کی بیہودہ داد وہش میں اپنی زمین کو گروی رکھ دیا ہے۔ بڑا ہو کر اپنے باپ کے لئے دعاء خیر کا روادار نہیں ہوتا۔ وہ کہتا ہے میرے ساتھ دشمنی کر گیا۔ وہ لوگ جو اسوقت کہتے تھے۔ کہ بس حاتم وقت ہے۔ تمہارے مقابلہ کا اسوقت کوئی آدمی نہیں۔ وہ اس کی اولاد کو ایک وقت کا کھانا دینے کے روادار نہیں ہوتے۔ میں نے کئی خاندان محض ان رسوم کی پابندی میں تباہ ہوتے دیکھے ہیں۔ یہ لوگ اگر اسلام پر چلتے۔ اسلامی احکام کو اپنا مقتدا بناتے۔ تو کبھی تباہی کی غار میں نہ گرتے اسلام میں ماتم انا للہ وانا الیہ راجعون پر۔ اور شادی الحمد للہ پر ختم ہو جاتی ہے۔ کیا آسان دین ہے۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے اس کی قدر نہ کی۔ بچہ پیدا ہو جائے۔ تو عقیقہ کرنے کی توفیق نہ ملے گی۔ اور اس کے لئے ہزاروں عذر تراشیں گے۔ مگر بیہودہ طور بنو طریق میں۔ گناہ کی راہ میں کئی سو روپیہ خرچ کر دیں گے۔ اپنے بڑوں سے جو باتیں وراثت میں پہنچی ہیں۔ ان کو پورا کرنا فرض مگر خدا کے رسول کے ایک حکم پر چلنا دشوار۔ افسوس ہے۔ ایسے ایمان پر اور پھٹکار ہے اس اسلام پر۔ پھر شادی کا موقعہ آ گیا۔ تو اسقدر رسموں میں اسقدر فضول خرچیوں کے کام ہیں۔ کہ اگر انہیں جمع کیا جائے۔ تو ایک کتاب بن جائے۔ کئی دعوتیں ہوں گی۔ ساری بستی میں سارے شہر میں بلکہ اردگرد کے دیہات میں بھجوائیں گے۔ لیکن ولیمہ کی توفیق عطا نہ ہوگی۔ ولیمہ کرنے کے وقت اپنی غریبی تنگدستی کا عذر پیش کریں گے۔ لیکن اس سے پہلے جو خرچ کیا۔ وہ بڑی خوشدلی سے بڑے شوق سے بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے۔ کہ کھانا پک چکا ہے۔ ایک شتہ دار اٹھ گیا ہے۔ اب اس کے منانے کی کوشش ہو رہی ہیں۔ بڑی بڑی دور سے وجیہ اقربا لائے گئے ہیں۔ جو اسے منا رہے ہیں۔ لیکن آہ یہ نہیں جانتے کہ وہ جس کی رضا پر اس کی آئندہ زندگی کی فلاح موقوف ہے۔ اور جو تمام مسرتوں خوشیوں آراموں کا مبدء ہے۔ وہ اگر ناراض ہو گیا۔ تو پھر کہیں ٹھکانا نہیں۔ کوئی ایک درد ہو تو بیان کروں۔ ایک دکھ ہو۔ تو سنے گاؤں۔ مسلمانوں کی تو یہ حالت ہے۔ کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ کسی گاؤں میں جاؤ کسی شہر میں ٹھہرو۔ بہت کم کام ان کے ایسے پاؤ گے جو خدا ورسول کے حکم کے مطابق کرتے ہیں۔ باقی سب اپنے اہواء کا اتباع ہے۔ کتاب وسنت کسی کو یاد نہیں۔ اچھے اچھے لوگ جو صبح اٹھ کر بعض اوقات دو دو پارے منزل قرآن پڑھ لیتے ہیں۔ اور کئی ورد وظائف اپنے ذمے واجب جانتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہے۔ کہ جب کوئی موقعہ ان کا امتحان کا آتا ہے تو اسی رو میں بہ جاتے ہیں جس میں دوسرے عامی بہے جاتے ہیں۔ پوچھو تو کہتے ہیں۔ یہ موقعہ نکل جائے۔ تو پھر انشاء اللہ عہد کر لیں گے۔ کہ اپنی شادیاں اپنے ماتم بالکل شریعت کے مطابق کریں۔ بعض ان سے بھی زیادہ ہوشیار ہیں۔ وہ ہر رسم کے لئے ایک وجہ جواز پیدا کر لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ فرمائیے اس میں شرک وبدعت کی کونسی بات ہے۔ اور اس میں کیا قباحت ہے۔ حالانکہ ایک رسم دوسری ناجائز رسم کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے جس نے ایک ایسی رسم ہی ادا کی۔ جو بظاہر بالکل بے ضرر ہے۔ وہ اس کی طفیل دوسری بہت سی ناجائز رسموں کے ادا کرنے پر مجبور ہوا۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ ان سے قطعاً پرہیز کیا جائے اور خدا ورسول کے فرمودہ کو اپنا دستور العمل بنا کر جنت میں گھر بنائیں کہ بجز اس کے عاجز انسان کے لئے کوئی ماویٰ نہیں۔ ہمارے احمدی بھائی ان رسوم کے قلع قمع میں نمونہ بنیں۔ اور لوگوں کو دکھائیں کہ اسلام پر عمل کرنے والے یوں عمل کیا کرتے ہیں۔ یہ وقت کوتاہی کا نہیں سستی کا نہیں۔ ہماری ذمہ داریاں بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ ہم میں سے ایک لغزش آئندہ بہت سی نسلوں کی لغزشوں کا موجب ہوگی۔ اس لئے سنبھل سنبھل کر قدم رکھنا چاہیئے۔ اللہ توفیق دے۔

کلام محمود

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام ہے سبحان اللہ اپنے اندر کشش مقناطیس سے بڑھ چڑھ کر اثر رکھتا ہے کیوں نہ وہ اشعار جو ایک درد بھرے دل سے نکلیں انمیں جو رقت وسوز ہوتا ہے وہ ہرگز ہرگز بناوٹ میں نہیں اور پھر وہ اشعار جو اپنے مولا کی الفت ومحبت میں لکھے جاویں۔ ان کا اثر تو جادو سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے علاوہ ازیں آپنے حضرت مسیح موعود کے فراق میں اور قوم کی حالت زار کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں۔ وہ صرف پڑھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ناظرین صرف ایک نسخہ منگا کر ملاحظہ فرمائیں کاغذ لکھائی چھپائی وغیرہ سب کچھ عمدہ قیمت صرف

[illegible]

تاریخ اسلام

سیرۃ النبی

اخلاص باللہ - یادِ الٰہی

میں پیچھے لکھ چکا ہوں کہ رسول کریم کو اللہ تعالٰے سے ایسا تعلق تھا۔ کہ خدا تعالٰی کا ذکر آتے ہی آپ کے اندر ایک جوش پیدا ہوجاتا۔ اور یہ کہ آپکو خدا تعالٰے سے ایسی محبت تھی۔ کہ تندرستی اور بیماری میں خدا تعالٰے کا ذکر ہی آپ کی غذا تھا۔ اب میں ایک اور واقعہ یہاں درج کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آپ جہانتک ہوسکتا۔ لوگوں میں خدا تعالٰے کے ذکر کی عادت پیدا کرتے۔

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ذھب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی بنی عمرو بن عوف لیصلح بینھم فحانت الصلوٰۃ فجاء المؤذن الی ابی بکر فقال اتصلی للناس فاقیم قال نعم فصلی ابوبکر فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس فی الصلوٰۃ فتخلص حتی وقف فی الصف فصفق الناس وکان ابوبکر لا یلتفت فی صلوٰتہ فلما اکثر الناس التصفیق التفت فرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشار الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امکث مکانک فرفع ابوبکر رض یدیہ فحمد اللہ علی ما امرہ بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم استأخر ابوبکر حتی استوی فی الصف وتقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلّی فلما انصرف قال یا ابابکر ما منعک ان تثبت اذ امرتک فقال ابوبکر ما کان لابن ابی قحافۃ ان یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالی رأیتکم اکثرتم التصفیق من رابہ شیئ فی صلوٰتہ فلیسبح فانہ اذا سبح التفت الیہ وانما التصفیق للنساء رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں گئے تا کہ ان میں صلح کروائیں پس نماز کا وقت آگیا

پس مؤذن حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھوائینگے پس میں اقامت کہوں آپ نے جواب دیا کہ ہاں پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اتنے میں رسول کریم تشریف لے آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے آپ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور پہلی صف میں جاکر کھڑے ہوگئے جب آپکی آمد کی اطلاع ہوئی تو لوگ تالیاں پیٹنے لگے (تا حضرت ابوبکر کو معلوم ہوجائے) لیکن حضرت ابوبکر نماز میں کسی دوسری طرف کچھ توجہ نہ فرماتے جب تالیاں پیٹنا تطویل پکڑ گیا۔ تو آپ متوجہ ہوئے اور معلوم کیا کہ رسول کریم تشریف لائے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے آپکی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو اسپر حضرت ابوبکر نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اس عزت افزائی پر خدا تعالٰے کا شکریہ ادا کیا اور حمد کی پھر آپ پیچھے ہٹ گئے اور صف میں ملگئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی سلام پھیرنے کے بعد فرمایا کہ اے ابابکر جب میں نے حکمدیا تہا تو پھر آپکو کونسی چیز مانع ہوئی کہ نماز پڑھاتے رہتے حضرت ابوبکر رض نے جواب کہا کہ ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکر کے والد) کی کیا حیثیت تھی کہ رسول کریم کے آگے کھڑا ہوکر نماز پڑھاتا پھر آپ نے (لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر) فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ تم لوگوں نے اسقدر تالیاں پیٹیں۔ جسے نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے اسے چاہیے کہ سبحان اللہ کہے کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہیگا۔ تو خود ہی اسکی طرف توجہ ہوگی اور تالیاں پیٹنا تو عورتوں کا کام ہے

اس حدیث سے اگرچہ اور بہت سے سبق ملتے ہیں لیکن اسجگہ مجھے صرف ایک امر کی طرف متوجہ کرنا ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت کی تمام عمر کی کوشش یہی تھی کہ جس جس طرح سے ہوسکے۔ لوگوں کی زبان پر خدا کا نام جاری کیا جائے خود تو جس طرح آپ ذکر میں مشغول رہتے اسکا حال میں بیان کرچکا ہوں مگر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہر ایک کی زبان پر یہی لفظ دیکھنا چاہتے تھے۔

آپکی آمد کی اطلاع دینے کے لئے اگر صحابہ نے تالیاں بجائیں تو یہ انکا ایک رواج تھا۔ اور ہر ایک ملک میں اطلاع عام کے لئے یا متوجہ کرنیکے لئے لوگ تالیاں بجاتے ہیں آجکل بھی جلسوں میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب کسی لیکچرار کی کوئی بات زیادہ پسند آئے تو اسپر تالیاں پیٹتے ہیں تاکہ لوگوں کو توجہ پیدا ہو کہ یہ حصہ لیکچر خاص توجہ کے قابل ہے پس تالیاں بجانا اس کام کے لئے رائج ہے لیکن رسول کریم کی یاد الٰہی سے محبت دیکھو کہ آپ نے دیکھا کہ بعض دفعہ ضرورت تو ہوتی ہے کہ لوگوں کو کسی کام کی طرف متوجہ کیا جائے پھر کیوں نہ اس ضرورت کے موقعہ پر بجائے اس بیہودہ حرکت کے لوگوں کو اس طرف لگا دیا جائے کہ وہ اپنے خیالات اور جوشوں کے اظہار کے لئے بجائے تالیاں بجانے کے لئے سبحان اللہ کہا کریں کم سے کم ایسے موقعہ پر ہی خدا کا ذکر انکی زبان پر جاری ہوگا۔

یہ وہ حکمت و فلسفہ ہے جسے دنیا کے کسی رہنما اور ہادی نے نہیں سمجھا اور کوئی مذہب نہیں جو اس حکم کی نظیر پیش کرسکے کہ اسنے بھی بجائے لغویات کے لوگوں کو ایسی تعلیم کی طرف متوجہ کیا ہو کہ جو انکے لئے مفید ہو کیونکہ تالیاں بجانا بیشک جذبات انسانی کا ترجمان تو ہوسکتا ہے لیکن وہ ایسا ہی ترجمان ہے کہ جیسے ایک گونگے کے خیالات کا ترجمہ اسکے اشارہ ہوجاتے ہیں کیونکہ تالیاں بجانے سے صرف اسی قدر معلوم ہو سکتا ہے کہ اسکے دل میں کوئی جوش ہے اور یہ اسکی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہے یا یہ کہ کسی کو غلطی پر دیکھکر اسے اسکی غلطی پر متنبہ کرنا چاہتا ہے لیکن اس سے زیادہ اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسی پر اکتفا نہ کرسکتے تھے آپ ایکطرف تو کل لغویات کو مٹانا چاہتے تھے۔ دوسری طرف آپکے دل میں یہ جوش موجزن رہتا کہ خدا تعالٰے کے نام کی کثرت ہو اور ہر ایک مجلس اور مقام میں اسی کا ذکر کیا جائے اسلئے آپ نے بجائے ان بیہودہ اشارات کے جن سے گو اشارۃً حصول مطلب ہوجاتا تھا ایسے الفاظ مقرر کیئے کہ جن سے نہ صرف حصول مطلب ہوتا ہے۔ انسان کی روحانیت میں ازدیاد کا باعث ہے اور عین موقعہ کے مناسب ہیں اور پھر خدا تعالٰی کا ذکر بھی ہوجاتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان جب کبھی کسی شے کی طرف توجہ کرتا ہے۔ یا اسے ناپسند کرنیکی وجہ سے یا پسندیدگی کے باعث اور ان دونوں صورتوں میں سبحان اللہ کے کلمہ کا استعمال نہایت باموقعہ اور برمحل ہے اگر کسی انسان کے کسی فعل کو ناپسند کرتا ہے تو سبحان اللہ اسلئے کہتا ہے کہ آپ سے کوئی سہو ہوا ہے سہو سے تو صرف خدا کی ہی ذات پاک ہے ورنہ ہر ایک انسان سے سہو ممکن ہے اس مفہوم کو سمجھکر آدمی اپنی غلطی پر متنبہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کوئی عمدہ کام کرے تو اس میں بھی سبحان اللہ کہا جاتا ہے جسکی یہ غرض ہوتی ہے کہ اللہ تعالٰے ہی تمام نقصوں سے پاک ہے اور جو کچھ اسنے پیدا کیا ہے اسے بھی پاک ہی پیدا کیا ہے یہ کام جو کسی سے سرزد ہوا ہے یا یہ قول جو کسی کی زبان پر جاری ہوا ہے اپنی خوبی اور حسن میں خدا تعالٰی کی پاکیزگی اور طہارت یاد دلاتا ہے۔ جو تمام خوبیوں کا پیدا کرنیوالا ہے +

غرض کہ سبحان اللہ کا کلمہ اس ضرورت کو پورا کرتا ہے جسکے لئے توجہ دلائی جاتی ہے۔ اور افسوس اور خوشی دونوں کا اظہار اس سے ایسی عمدگی سے ہوتا ہے جو اور کسی کلمہ سے نہیں ہوسکتا پس اس کلمہ کے مقابلہ میں تالیاں بجانا اور سیٹیاں مارنا بالکل لغو اور بیفائدہ ہے اور ان لغو حرکات کے مقابلہ پر ایسا پاک کلمہ رکھدینا رسول کریم کی ہی پاک طبیعت کا کام تھا ورنہ ہزاروں سال سے اس لغو حرکت کو روکنے کی کسی اور کے دل میں تحریک نہیں ہوئی۔ ہاں صرف رسول کریم ہی ہیں جو اس نکتہ تک پہنچے۔ اور آپ نے ایسے موقعہ پر خدا تعالٰی کا نام لینے کی تعلیم دیکر ثابت کردیا کہ آپ ہر ایک موقعہ پر خدا تعالٰی کا ذکر کرنا پسند فرماتے اور اسی کا ذکر آپ کے لئے غذا تھا

اس واقعہ کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جانتے تھے کہ خدا تعالٰی کا ذکر زیادہ کیا جائے چنانچہ چھینک پر کھانا شروع کرتے وقت پھر ختم ہونیکے بعد سوتے وقت جاگتے وقت نماز وں کے بعد کوئی بڑا کام کرتے وقت وضو کرتے وقت غرضیکہ اکثر اعمال میں اپنے خدا تعالٰے کے ذکر کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نہ صرف خود ہی ذکر الٰہی میں زیادہ مشغول رہتے تھے بلکہ دوسروں

تادیب النساء

سوگ کے متعلق اسلامی حکم

حمید بن نافع سے روایت ہے۔ کہ مجھے ابو سلمہ کی بیٹی زینب نے یہ بات سنائی۔ کہ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جبکہ ابو سفیان بن حرب فوت ہوا۔ اسوقت ام حبیبہ نے کچھ خوشبو منگوائی۔ اور ایک جاریہ کو لگائی پھر اپنے رخساروں پر بھی کچھ لگالی اور فرمایا کہ مجھے طیب کی کچھ خواہش نہ تھی۔ مگر میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا۔ کہ کسی عورت (جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو) کے لئے حلال نہیں۔ کہ وہ میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے۔ ہاں اپنے شوہر کی وفات پر چار مہینے دس دن ماتم کرے +

زینب کہتی ہے۔ پھر میں زینب بنت جحش کے پاس گئی جب کہ اسکا بھائی مرگیا تو اس نے بھی خوشبو لگائی پھر فرمایا۔ کہ مجھے طیب کی کچھ ایسی خواہش نہ تھی۔ مگر میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ کسی مومن بی بی کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں سمجھنی تیسری بات زینب نے یہ سنائی۔ کہ میری ماں ام سلمہ نے مجھے سنایا کہ ایک عورت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا۔ میری بیٹی کا خاوند (میرا داماد) فوت ہوگیا ہے۔ اب اسکی آنکھوں کو کچھ تکلیف ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو سرمہ لگالے فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ دو یا تین بار ایسا ارشاد کیا اور فرمایا۔ چار مہینے دس دن تک صبر نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ اس سے پہلے زمانہ جاہلیت میں اونٹ کی مینگنی سے مارے جانے کی رسم ایک سال کے بعد ادا ہوتی تھی وہ یوں کہ جب کسی کا شوہر مرجاتا۔ تو وہ ایک جھونپڑی میں چلی جاتی۔ اور وہاں پھٹے پرانے کپڑے پہن لیتی۔ یہانتک کہ ایک سال گزرجاتا۔ پھر کوئی گدھا یا بکری یا پرندہ لایا جاتا۔ اور ایک رسم ادا ہوتی جس کی تشریح نامناسب ہے پھر وہ عورت باہر نکلتی۔ اور اونٹ کی مینگنی دیجاتی۔ جس سے اسکو مارتے۔ پھر وہ خوشبو وغیرہ لگا سکتی۔

یہ رسم واقعی بہت بیہودہ اور لغو معلوم ہوتی ہے مگر آہ اب اغیار کی کیا شکایت کیجئے۔ خود اپنی حالت اس سے بھی بدتر ہو ایک ایک فوتیدگی کا ماتم کئی کئی سال سنایا جاتا ہے چہلم۔ بعد سہ ماہی پھر ششماہی پھر برسی پھر اور کئی سال کیا یہ ایمان ہو کیا یہ اسلام ہے۔ صحابہ کرام کی نیک اور پاک بیبیوں میں سے کوئی اس زمانے میں آجائے تو ان سیاپہ کرنیوالی عورتوں کو دیکھکر انکو کبھی مسلمان نہ مانے کیا فرمانبرداری اور رضا بقضاء اللہ اسی کا نام ہے۔ کہ وہ جسے خدا نے حضور میں بلایا ہے اسکے لئے روئیں پیٹیں چلائیں۔ اور ناشکری کے کلمات منہ سے نکالیں۔ کئی کئی دن سیاپے کرتے رہیں۔ چالیس دن تک صف ماتم بچھائے رکھیں +

مجھے امید رکھنی چاہیئے۔ کہ احمدی مستورات ایسی بدرسوم کا قلع قمع کردینگی۔ اور اسکے لئے دوسروں کو وعظ کی بجائے خود نیک نمونہ قائم کرینگی۔ صحابہ کرام کی بیبیوں میں سے ایسی ایسی نیک اور صابرہ بیبیاں گزری ہیں۔ کہ انکا پیارا بچہ فوت ہوگیا ہو مگر محض اس خیال سے کہ میاں کو غم ہوگا۔ اور وہ کھانا نہ کھاسکے گا اسے پہلے اطلاع نہیں دی۔ بلکہ دریافت حال پر بالکل سچ بات کہدی ہے جو یہ ہے کہ اسکی سانس آرام میں ہے جب شوہر کھانا کھاچکا۔ اور ہر طرح سے سکون نفس حاصل کرلیا۔ تو اسے اطلاع دی کہ بچہ فوت ہوچکا ہے۔ آپ اسکے دفن کا انتظام کردیں اسے کہتے ہیں صبر یہ ہے رضا بقضاء الٰہی۔ میں تو اسی قسم کے نمونے اپنی جماعت کی بیبیوں میں دیکھنا چاہتا ہوں اور خدا کا شکر بجالاتا ہوں کہ ہیں۔ مگر ابھی اور عام ہونے چاہئیں ہماری جماعت کی بیبیاں رسول اللہ صلعم کے اس حکم کی تعمیل میں سرگرمی دکھائیں۔ اور اپنے رشتہ داروں کو بھی سمجھائیں وعن ام عطیة قالت کنا ننهی ان نحد علی میت فوق ثلاث الا علی زوج اربعة اشهر وعشرا ولا نکتحل ولا نتطیب ولا نلبس ثوبا مصبوغا الا ثوب عصب وقد رخص لنا عند الطهر اذا اغتسلت احدانا من محیضها فی نبذة من کست اظفار وکنا ننهی اتباع الجنائز (اخرجه الخمسة الا الترمذی) ام عطیہ راویہ ہیں کہ ہمیں میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا جاتا تھا۔ ہاں شوہر مرے تو پھر چار ماہ دس دن نہ تو سرمہ لگائیں نہ خوشبو نہ زعفرانی کپڑے پہنیں۔ ہاں طہر ہونے پر تھوڑی سی خوشبوئی کے استعمال کی اجازت ہے۔ اور ہمیں منع کیا جاتا تھا۔ کہ جنازوں کے پیچھے پیچھے باہر نکلیں۔ جیسا کہ آجکل دیہات کی عورتوں کا دستور ہے۔ خدا تعالےٰ توفیق بخشے اور ہمارے گھر اسلامی احکام کا نمونہ دکھانے میں صحابہ کرام کے پاک گھر بنجائیں +

خریداران الفضل۔ ایک تو مہربانی فرماکر ہر خریدار کم از کم ایک خریدار اور مہیا کرے دوم خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھا کریں +

(مینیجر)

(عید کا خطبہ ایک ہی)

سوال اخبار الفضل بابت ۱۳ ستمبر میں زیر عنوان "عید کے احکام" آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "عید میں صرف ایک ہی خطبہ ہے۔ بیٹھکر پھر نہیں اٹھتے تھے"

چونکہ یہ ایک نئی بات تھی اسلئے میں نے ابن ماجہ۔ نسائی۔ مشکوٰۃ میں حدیثوں کا مطالعہ کیا۔ ابن ماجہ میں لکھا ہے (حدثنا اسمٰعیل بن مسلم حدثنا ابو الزبیر عن جابر قال خرج رسول اللہ صلعم یوم فطر واضحی فخطب قائما ثم قعد قعدة ثم قام) اسی کی تائید میں نسائی میں بھی حدیث آئی ہے۔ اور اسی حدیث کو لیکر امام نسائی نے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ دو خطبوں میں قعدہ مسنون ہے۔ صاحب تلخیص الحبیر نے بیہقی اور ابن ابی شیبہ سے اس روایت کی تائید کی ہے

جواب از خلیفۃ المسیح۔ عید کے دو خطبے میں نے کہیں احادیث صحیحہ میں نہیں دیکھے۔

ابن ماجہ کی حدیث میں اسمٰعیل بن مسلم ضعیف ہے۔ اور نسائی کی حدیث میں عید کے دو خطبوں کا ذکر نہیں۔ ہاں جہاں دو خطبہ ہوں جیسے جمعہ میں وہاں ہم خود بیٹھتے ہیں نسائیؒ کا خلاف نہیں کرتے اول شافعی والی حدیث میں عبد الرحمن بن سعد بن عمار سعد ضعیف ہے فرمائیے ہم کہاں صحیح حدیث کے تارک ہوئے

نور الدّین

شیعہ کا جنازہ

رسالہ شیعہ اگست ۱۹۱۳ء میں لکھا ہے۔ کہ اگر میت ناصبی ہو (جس میں سنی بھی شامل سمجھے جانے چاہئیں) تو یہ دعا کرے اللّٰھم املاء جوفہ نارا وقبرہ نارا وسلط علیہ الحیات والعقارب (اے اللہ اسکے پیٹ کو آگ سے اور اسکی قبر کو آگ سے بھردے اور اسپر سانپ اور بچھو مسلط کر) اچھا جنازہ ہے۔ شاہ صاحب کو عقیدۃ سے کسی بھولے بھالے مسلمان نے امام بنادیا۔ اور میت کے حق میں آپ یہ دعائے خیر فرمارہے ہیں

برحق ہے ہمارا امام جس نے ہمیں مداہنہ نہیں سکھایا۔ اور نہ دہوکا بازی بس صاف کہدیا کہ ہم امام کے منکر کا جنازہ نہیں پڑھ سکتے بھلا یہ بھی کوئی شرافت ہے کہ کھڑا کیا گیا امام بناکر کہ خدا کے حضور اسکے لئے مغفرت کے لئے دعا کیجائے اور آپ فرمارہے ہیں۔ اللّٰھم املاء جوفہ نارا وقبرہ نارا۔ خدا ایسے لوگوں سے بچائے +

طریق تبلیغ

الحمدللہ ثم الحمدللہ ہمیں خداتعالے نے قرآن کریم جیسی جامع کتاب دی ہے یہ ایسا حوض کوثر ہے کہ اس کتاب کے بعد پھر کسی اور کتاب کی پیاس روح میں باقی رہتی ہی نہیں۔ جو اس سے پئیگا۔ وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ فبای حدیث بعد اللہ و ایاتہ یومنون۔ اللہ اور اسکی آیات کے بعد پھر کونسی بات باقی رہجاتی ہے۔ جس پر یہ ایمان لائینگے۔ قرآن کریم خداتعالی کی آخری کتاب ہے اسکے بعد کسی اور کتاب کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ اس میں ضروریات دینیہ موجود ہیں وہ تمام علوم حقہ کا مجموعہ ہے۔ تمام کتب الٰہیہ کی مصدق اور مہیمن ہے۔ تمام کتب قیمہ اس میں ہیں یہ اختلافات مٹانے کے لئے آئی ہے اختلافات ڈالنے کے لئے نہیں آئی ہر ایک ضروری مسئلہ پر کافی اور مکمل طور سے روشنی ڈالتی ہے۔ چونکہ قرآن کریم میں ہر روحانی بیماری کا علاج ہے اور پہلے اس مرض کی خوب تشخیص اور تشریح کرتا ہے۔ اور پھر اسکا علاج بھی ساتھ ہی بتا دیتا ہے۔ ہمیں اسوقت ضرورت ہے کہ قرآن کریم کا مطالعہ اس غرض کے لئے کریں کہ قرآن کریم کن ہدایات پر چلانا چاہتا ہی جبکہ ہم تبلیغ کا کام کرنے لگیں۔ اور کس طرح ہم حق بھی پہنچا دیں۔ اور دل آزاری بھی نہ ہو۔ اور پھر ہم مداہنہ جیسے مکروہ جرم کا ارتکاب بھی نہ کریں۔ اللہ اللہ کیسی جامع کتاب ہے جو ضروری تھا۔ وہ سب اس میں مہیا نکلا۔

مبلغ متکلم مع الغیر کا صیغہ اثناء تقریر میں استعمال کرے

متکلم کو چاہیئے کہ جب وہ تبلیغ کے لئے تقریر کرنے لگے۔ وہ ایسی شستہ زبان استعمال کرے کہ کریہ لفظ اسکی تقریر میں نہ آوے۔ اور گندی کلمات اور مثالوں سے اپنی تقریر کو بچائے رکھے۔ قوم کی حالت بیان کرتے ہوئے متکلم مع الغیر کا صیغہ استعمال کرے۔ اسکی مثال قرآن کریم میں موجود ہے قل یا اھل الکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون۔ کہدے اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور نہ ہم ایکدوسرے کو اللہ کے سوا رب بناویں۔ اگر وہ پھر جائیں۔ تو تم انکو کہدو کہ تم گواہ رہو۔ ہم تو احکام الٰہی کے فرمانبردار ہیں۔ ایک مسئلہ اس آیت کریمہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ مبلغ کو چاہیئے کہ وہ اپنے مخاطبین کے معتقدات سے گونا واقفیت رکھتا ہو۔ اور اپنی تقریر کا آغاز ایسی باتوں سے کرے۔ جو اصولی طور پر اس میں اور اسکے مخاطبوں میں باہم مشترک ہو۔ مثلاً یہاں اہل کتاب کی مسلم اصل کو لیکر انہیں غیرت دلائی ہے کہ یہ تو تمہاری مانی ہوئی بات ہے کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرنی چاہیئے۔ اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا چاہیئے۔ اور کسی کو خدا کے سوا رب نہیں بنانا چاہیئے اگر وہ نہ مانیں تو پھر واعظ یا مبلغ کا فرض ہے کہ ظاہر کر دے کہ میں تو خدا ہی کی عبادت کرونگا۔ اور شرک کبھی نہیں کرونگا۔ اور کسی کو اپنا حاجت روا اور محلل اور محرم نہیں بناؤنگا۔ اور علیٰ رؤس الاشہاد مدلل طور پر عبادت الٰہیہ کے فوائد اور عمدہ نتائج لوگوں کے ذہن نشین کرا دے اور شرک کی برائیاں اور قباحتیں لوگوں پر آشکارا کر دے۔ اور یہ اچھی طرح ثابت کر دے کہ کسی کو اللہ کے سوا رب ٹھہرانا کسی طرح بھی شایاں نہیں۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے +

کان خلقہ القرآن

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خلق تھا آپ نے جواب میں فرمایا کان خلقہ القرآن۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فداہ ابی وامی و روحی۔ اس آیت کریمہ پر کیسے عمل کیا۔ وہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ وہ خط آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل بادشاہ روم کو لکھا۔ اس میں اسی آیت کریمہ سے وہ مبارک خط شروع کیا ہے۔ اور اس آیت کریمہ کے بعد فرمایا ہے اسلم تسلم یو تک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم الیر یسیین۔ وہ آیت لکھکر اسے کہا ہی کہ تو مسلمان ہو جاوے تو بچ جاویگا۔ اور اللہ تجھکو دگنا اجر دیگا اور اگر تمنے تولی اور مرجانا اختیار کیا۔ تو یاد رکھ رعایا کا بھی تجھ پر گناہ ہوگا۔ کیونکہ تو انکے سامنے بری مثال پیش کریگا۔ آپ کے خط مبارک سے بھی طرز تبلیغ نکل آتا ہے۔ آپ نے قرآن کریم کی آیت کریمہ سب سے پہلے اسکے سامنے پیش کی ہے اسکے بعد فقولوا اشھدوا پر عمل کرکے دکھلایا ہے۔ اور پہلے اسکو ترغیب دی ہے کہ ماننے سے تجھے کیا نفع اور فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور پھر ترہیب سے متنبہ کرنا چاہا ہے۔ تاکہ وہ تغافل نہ کرے اور ہوشیار ہو جائے پس مبلغ پر بھی واجب ہے کہ خدا کے احکام پہلے لوگوں کو سنا دے۔ اور پھر ان احکام پر چلنے کے فوائد اور منافع مدلل طور پر ذہن نشین کر دے تاکہ وہ اسپر کاربند ہونے کے لئے بالکل طیار ہو جاویں۔ اور بہت سی طبائع سلیم ایسی واقع ہوئی ہیں۔ کہ وہ ترغیب سے بات مان جاتی ہیں۔ مگر بہت سی ایسی طبیعتیں بھی دنیا میں پائی جاتی ہیں۔ جو کہ ترغیب کی بھی پروا نہیں کرتیں۔ بلکہ وہ ترہیب سے سیدھی ہوتی ہیں۔ یہی تو سبب ہے کہ اللہ تعالے کے رسول بشیر اور نذیر ہو کر آیا کرتے ہیں۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بفحوائے فاصدع بما تؤمر کے کھول کر ہرقل کو بات پہنچا بھی دی۔ اور کوئی مداہنہ بھی نہیں کیا اور صاف لکھدیا۔ کہ تو مسلمان ہوگا تو بچیگا۔ اور اگر تو پھر جاویگا۔ تو تم پر بڑا سخت گناہ ہوگا +

مبلغ جو کہے مدلل کہے

انسانی طبائع کی سرشت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ یہ دلیل کے آگے مغلوب ہو جاتی ہے۔ اور سلطان اسکے دل پر تسلط کرتا ہے۔ معقول پسند طبیعتیں ہی دلائل کا شکار ہو جاتی ہیں اسلئے مبلغ پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ جو کہے مدلل کہے ممکن نہیں کہ کسی پر کچھ اثر نہ ہو۔ کسی بت کی برائی کرنی ہو تو بڑی تہذیب اور شرافت سے اسکا عجز ثابت کرے۔ اور یہ لوگوں پر اچھی طرح سے واضح کر دے کہ ان میں نہ کوئی نفع ہے اور نہ ضرر ہے۔ اس بت کو گالی نہ دے اور اسکو گندے الفاظ سے ملقب نہ کرے۔ کیونکہ ایسا کرنا لاریب لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ کے برخلاف ہے گندہ دہانی اور بدزبانی کسی کے متعلق کرنا اور بات ہے اور اس معبود باطل کا عجز بیان کرنا اور بات ہے اس کو پایۂ واضح کرنیکے لئے ضروری ہے کہ میں اسکی مثال دوں۔ مثلاً اگر یہ کہا جاوے کہ فلاں بت پر اگر پیشاب کیا جاوے یا اسپر پاخانہ کیا جاوے تو اس میں اتنی طاقت اور سکت نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس سے بچا سکے۔ پس ثابت ہوا کہ وہ ضار اور نافع نہیں ہے لاریب اس طرز بیان میں اس بت پر بدزبانی سے کام لیا گیا ہے۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ اس بت میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ یہ اپنے آپکو جہاں یہ پڑا ہے وہاں سے ہٹا سکے اور یہ اپنے پجاریوں کو اپنی رضا اور اپنی مخالفوں کو اپنی ناراضگی کے متعلق خبر تک نہیں دے سکتا۔ اور یہ ایک معمولی پتھر ہے اور پتھروں سے بڑھکر اس میں ذرا بھی خاصہ نہیں۔ اسی طرح ہم معقول طور پر ایک بات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ اور ہم مداہنہ سے بچ سکتے ہیں لیکن اگر یہ کہا جاوے کہ اللہ تعالی کی عبادت کرنیکے لئے ضروری ہے کہ اسکا پہلا قدم بت پرستی ہے اور وہ بت پرستی ترقی کرتی کرتی آہستہ آہستہ خداپرستی تک پہنچ جاتی ہے۔ ہماری سمجھ میں یہ ایک قسم کا مداہنہ ہے جو کہ فلا تطع المکذبین ودوا لو تدھن فیدھنون کی وعید کے نیچے ہے۔ تکذیب کرنیوالوں کی اطاعت مت کرو وہ چاہتے ہیں کہ تو چکنی چپڑی باتیں کرے اور وہ بھی چکنی چپڑی گول مول باتیں کر دیں +

سب سے پہلے مبلغ اصل الاصول پر بحث کرے

سب سے بڑا ضروری فرض مبلغ کا یہ ہو کہ سب سے پہلے وہ اصول مذہب پر بحث کرے اور اصول میں سے سب سے پہلے اصل الاصول کو لے۔ یہی طریق قرآن کریم نے اختیار کیا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعامل بھی اسی پر ہو۔ قرآن شریف نے جہاں جہاں بہت سے انبیاء علیہم السلام کا بالاستیعاب ذکر کیا ہے۔ مثلاً سورہ اعراف ہود وغیرہ میں وہاں ہر ایک نبی سب سے پہلے قوم کو یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ کہکر مخاطب کرتا ہے۔ اور پھر اسکے بعد انکی اور برائیاں جو ان میں موجود ہوتی ہیں انکے سامنے کھول کر کے رکھ دیتا ہے۔ میں نمونہ کے طور پر ان میں سے ایک نبی کی تبلیغ یہاں پر نقل کر دیتا ہوں۔ تاکہ ہم لوگ جو انکی اقتدا کا دعویٰ رکھتے ہیں اسکو اپنا اسوہ بنادیں والیٰ عاد اخاھم ھودا قال یٰقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ ان انتم الا مفترون۔ یا قوم لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علی الذی فطرنی افلا تعقلون۔ و یا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا و یزدکم قوۃ الیٰ قوتکم ولا تتولوا مجرمین۔ قالوا یا ھود ماجئتنا ببینۃ و ما نحن بتارکی الھتنا عن قولک وما نحن لک بمومنین۔ ان نقول الا اعتراک بعض الھتنا بسوء قال انی اشھد اللہ واشھدوا انی بریء مما تشرکون۔ من دونہ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون۔ انی توکلت علی اللہ ربی و ربکم ما من دابۃ الا ھو اٰخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم۔ فان تولوا فقد ابلغتکم ما ارسلت بہ الیکم ویستخلف ربی قوما غیرکم ولا تضرونہ شیئا۔ ان ربی علی کل شیء حفیظ۔ سب سے پہلے حضرت ہود علیہ السلام نے لا الٰہ الا اللہ کا وعظ کیا ہے اور انہیں اچھی طرح کھولکر بتادیا ہے کہ یہ بت وغیرہ تمنے خود بنالئے ہیں اور پہلے انکو ترغیب دی ہے کہ اگر تم لا الٰہ الا اللہ پر کاربند ہو جاؤ گے اور اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا مطلوب اور محبوب اور معبود قرار نہیں دوگے۔ پھر اسی کے آگے تم اپنی غلطیاں پیش کرو۔ اور اس سے انکی پردہ پوشی طلب کرو۔ اور اسکی طرف ہی منقطع ہو جاؤ۔ اسکا فائدہ یہ ہوگا۔ تمپر وہ خوب بارشیں برسائیگا۔ اور اس طرح سے تمہاری طاقت بڑھتی چلی جائیگی۔ اور خدا سے قطع تعلق مت کرو۔ انہیں رزق

کمانیکا عجیب نسخہ

بتایا ہو تمام اہل دنیا روزی پر مرتے ہیں۔ سب سے پہلے انہیں یہی فکر ہوتی ہے کہ ہمیں کہاں سے ملیگا۔ انکے سامنے نقد دلیل پیش کرتے ہیں۔ ادہار کا وعدہ نہیں دیتے۔ وہ قوم بشری کو رد کر دیتی ہے۔ اور انکے بتائے ہوئے علاج کو نہیں مانتی۔ بلکہ انکو یہ الزام دیتی ہے کہ یہ ہمارے کسی معبود کی پھٹکار کا نتیجہ ہے۔ اسکے مقابلہ میں سخت چیلنج قوم کو دیتے ہیں۔ کہ اگر واقعہ میں ایسی بات ہے تو تم جو انکو پوجتے ہو۔ تم اپنے معبودان باطلہ کیساتھ زور لگا لو اور مجھے ذرا بھی ڈھیل نہ دو اور میں علیٰ رؤس الاشہاد کہتا ہوں۔ اور اللہ کو گواہ ٹھہراتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان سب کا سخت دشمن ہوں۔ ہر شے میرے رب کے حکم کے ماتحت ہے سب کی پیشانی کو اسنے پکڑا ہوا ہے پہلے تمہیں کھولکر پہنچا دیا ہے۔ بگاڑ لو جو میرا بگاڑنا ہے۔ پہلے نہیں دیکھو کیسی نرمی سے وعظ کیا۔ کیونکہ نرمی میں یہ خاصہ ہوتا ہے کہ اس سے جذبات نفسانی جوش میں نہیں آتے قولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اسکو نرم بات کہنا۔ شاید وہ اس سے نصیحت حاصل کرے یا اس میں خشیت پیدا ہو جائے۔ مگر جب انہوں نے مشرکانہ بات کہی۔ تو اسوقت حضرت ہود علیہ السلام نے کھلے طور پر شرک سے بیزاری کا اظہار کیا۔ اور صاف کہدیا کہ تم اور تمہارے بت میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے جاکر نرمی سے باتیں کیں اور پہلے انہوں نے فرعون سے یہی بات کہی انا رسول ربک فارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبھم قد جئناک بایۃ من ربک والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ انا قد اوحی الینا ان العذاب علیٰ من کذب و تولیٰ۔ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل بھیجدے اور انکو عذاب نہ دے ہم تیرے پاس تیرے رب کی نشانی لیکر آئے ہیں سلامتی اسپر ہے جو ہدایت کی پیروی کرے۔ ہماری طرف وحی ہوتی ہے کہ عذاب اسکو ہوگا جو جھٹلائیگا۔ اور پھر جائیگا۔ اور آگے جاکر حضرت موسیٰ نے اس سے بڑھکر انکو ترہیب کی ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتریٰ افسوس تمپر اللہ پر جھوٹ مت باندھو۔ وہ تم کو عذاب میں پیس ڈالیگا اور جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ وہ نامراد ہوگا۔

اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنایا۔ تو انکو فرمایا کہ سب سے پہلے لا الٰہ الا اللہ انکے آگے پیش کرو۔ پھر محمد رسول اللہ اگر وہ یہ مان لیں پھر انکو دلائل سے سمجھاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے روز و شب میں پانچ نمازیں مقرر کی ہیں۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں۔ تو انکو کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمپر زکوٰۃ فرض کی ہے جو تمہارے امراء سے لی لیجاویگی اور تمہارے محتاجوں اور فقیروں میں بانٹی جاویگی۔ (کتاب زکوٰۃ بخاری) باقی دارد

مصری چٹھی

مکرمی حضرت میاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اس ہفتہ احمد بک تیمور کی معرفت شیخ عبدالوہاب بخار ایک شخص سے جوکہ رشید رضا کے مدرسہ کا مدرس ہے۔ ملاقات ہوئی۔ اس نے وعدہ کیا ہے۔ کہ میں دس پندرہ روز کے بعد جب استاد یہاں آجائیں گے۔ ان سے مکر دریافت کرکے جہاں تک میری طاقت ہے۔ تمہارے لئے کوشش کروں گا۔ رشید رضا کے مدرسہ کو شروع ہوئے ابھی کل ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ شاہ صاحب کا خیال پہلے تھا۔ کہ اس میں داخل ہوں۔ مگر اب دریافت کرنے کے بعد نہیں رہا۔ ۱۵ شوال کو ازھر کی پڑھائی شروع ہوگی۔ اس میں انشاء اللہ شریک ہوں گا۔ جب تک ہماری طلباء اور یہاں کے مشائخ سے ملاقات نہ ہوگی۔ تب تک ہم تبلیغ کے متعلق بھی کوئی راہ نہیں نکال سکتے۔ سنتا ہے۔ کہ یہاں بعض جگہیں لکچروں کے لئے مخصوص ہیں۔ ان کے سوائے اور کہیں لکچر دینے کی اجازت نہیں۔ عیسائیوں کے ساتھ وہاں مناظرات بھی ہوتے ہیں۔ مگر وہاں جانے سے پہلے زبان کا صاف اور صحیح ہونا ضروری ہے۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں ضائع نہیں کریگا۔ میرا دل گواہی دیتا ہے۔ کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہونگے سفے الحال میں دعاؤں میں مشغول ہوں۔ اور دعاؤں کی ہی سخت ضرورت ہے۔ حضور بھی درد دل سے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے لئے کوئی راہ کھول دے۔ اور لوگوں کے دلوں کو خود بخود متوجہ کردے۔ اور ہماری تقریروں و تحریروں میں اثر ڈالے۔ اور ہماری تعلیم کے لئے بھی کوئی احسن انتظام فرمائے۔ لائق محبت اور اخلاص سے پڑھانے والے نیک صالح استاد میسر آجائیں آمین۔

ہر ہفتہ مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کا کوئی نہ کوئی نظارہ دیکھنے میں آجاتا ہے۔ اس ہفتہ میں ایک مید ہم دیکھنے کے لئے گئے۔ اس میلے کو کوشاید [illegible] کہتے ہیں۔ یہ میلہ اس پرانی رسم کی یادگار میں کیا جاتا ہے۔ جس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باطل کیا تھا۔ پہلے تو ایک زندہ عورت کو دریائے نیل کی نذر کیا جاتا تھا۔ مگر اب ایک مٹی کی بناکر دریائے نیل میں بڑی دھوم دھام سے پھینکا جاتا ہے مگذشتہ زمانہ میں تو کفار کی طرف سے یہ کام ہوتا تھا۔ اور مسلمانوں نے اس کو ہٹانے کی اور اس شرک کو مٹانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس زمانہ میں یہ تقریباً مسلمانوں کی طرف سے

شہزادہ امن کی باتیں کیونکر پوری ہو رہی ہیں

کئی سال گذرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورنمنٹ کو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور آپکی غرض ملک میں امن قائم کرنا اور مختلف مذہبی فرقوں کو باہمی تباغض اور تحاسد سے بچانا تھا۔ وہ تجویز یہ تھی کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کیجاوے اور کسی مذہب والے کو دوسرے مذہب پر ایسا اعتراض کرنے کی اجازت نہ دی جاوے جو خود اسے مسلمہ مذہب کی کتاب یا بانی پر ہوسکتا ہو یا جو اعتراض کسی فریق کی مسلمہ مشتہرہ کتب کی بنا پر نہ ہو۔ اسکے لئے حضرت مسیح موعود نے مختلف مذاہب کے لیڈروں کے نام رجسٹری کراکر خطوط بھیجے۔ اور ہر طبقہ کے لیڈروں کو متوجہ کیا۔ لیکن ہر ایک کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود کی اس پاک تحریک پر مختلف مذاہب کے لیڈر اور گورنمنٹ کے ذمہ وار احکام ملکر توجہ کرتے۔ تو آج گورنمنٹ پنجاب کو بعض مذہبی اخبارات کے رویہ پر افسوس اور رنج کے اظہار کا موقعہ نہ ملتا چونکہ ایسے لوگ بلا لحاظ اس امر کے کہ کوئی عقیدہ فریق ثانی کی مسلمہ کتب میں ہے یا نہیں بعض غیر مستند کتابوں کی بنا پر اعتراض کر دیتے ہیں۔ اسلئے اس سے جوش اور اشتعال کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے۔

لیکن اب کہ گورنمنٹ پنجاب کو معلوم ہو گیا ہے کہ مذہبی دنیا میں یہ ایک آفت اور چنگاری امن کے خرمن کو تباہ کر رہی ہے۔ تو اسکے لئے اسکے انسداد کی بہترین تجویز یہی ہوسکتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے جو تجویز آج سے قریبًا بارہ سال پیشتر پبلک اور گورنمنٹ کی توجہ کے لئے پیش کی تھی۔ اسکو زندہ کیا جاوے۔

گورنمنٹ جیسا کہ پبلک سے امید کرتی ہے کہ وہ قیام امن میں اسکا ہاتھ بٹائے۔ مختلف مذاہب کے لیڈر انکو توجہ دلائے کہ وہ پیش کریں کہ اس تجویز پر عمل کرنے میں انہیں کیا اعتراض ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس تجویز پر عمل کیا جاوے اور قانون کی ان دفعات میں جو مذہبی امور کے متعلق ہیں۔ اس حد تک توسیع کیجاوے۔ جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے اشارہ میں کی ہے تو مذہبی تباغض اور تحاسد کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے ایسی حالت میں ہر شخص کو اپنے مذہب ہی کی خوبیاں بیان کرنیکی ضرورت ہو گی۔ دوسرے مذاہب پر حملے اور اعتراض کرنے کا بہت ہی کم موقعہ رہجاویگا۔ اور اس طرح پر باہمی منافرت کی خلیج پاٹ دیجاویگی۔ ،

یہ ایک باموقعہ یاد دہانی ہے ہمارا یا ہمارے امام کا یہ اصول نہیں تھا۔ اور نہیں ہے کہ ہم گورنمنٹ کو خواہ نخواہ ایک بات کے لئے مجبور کریں وہ اپنے مصالح ملکی کو بہتر سمجھتی ہے ہاں جہانتک ممکن ہو۔ ہم اسے نیک صلاح دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں اسلئے وہ وقت آرہا ہے کہ اس تجویز کو قیام امن کے لئے گورنمنٹ اور پبلک اپنے عمل میں لائے

یہ عجیب بات ہے کہ وہ باتیں جو آج سے بارہ سال پیشتر نہایت مرغوب سمجھی جاتی تھیں۔ آج وقت خود تحریک کر رہا ہے کہ اس دفتر پارینہ کو الٹ دیا جاوے **مناظرات مذہبی کی اصلاح** کا یہ عظیم الشان کام امن کے لئے ایک بابرکت **تحریک** ہو گی اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ کام **شہزادہ امن** ہی کے ہاتھ سے ہونیوالا تھا ؎

میرا خیال ہے کہ اب مذہبی لیڈروں اور اخبار نویسوں کو ہوش آگیا ہے اور وہ گورنمنٹ پنجاب کی ۱۹ ستمبر کی تقریر کو پڑھکر سمجھ گئے ہونگے۔ کہ آئندہ مذہبی اخبارات اور رسائجات سے کیا سلوک ہو گا اگر انہوں نے نفرت انگیز طریق مناظرہ کو نہ چھوڑا ایسی حالت میں تحریک اور یاددہانی میں سمجھتا ہوں نہایت باموقع اور برمحل ہے آخر یہی ہو گا اور اگر شرافت اور عاقبت اندیشی سے لوگ اس تجویز پر عمل نہ کرینگے تو گورنمنٹ کو کسی سخت **قانون** کے ذریعہ اسکا انسداد کرنا ہو گا۔ لیکن گورنمنٹ بھی اگر سختی کی پولیسی اختیار کرنیسے پہلے اس **قانونی ترمیم** سے کام لے۔ تو امید کیجاتی ہے۔ خدا کے فضل سے اسے کسی سختی کی ضرورت نہ ہو گی امید ہے دوسرے مذاہب کے لیڈر اس باموقعہ تحریک کا دل سے خیر مقدم کرینگے اور سب کے سب ملکر گورنمنٹ کو اس ترمیم کی طرف توجہ دلائینگے۔

"روحانی پیغام اہل اسلام کے نام"

جا رہا تھا۔ ایک دن میں سبزہ خودرنگ پر
دیکھتا ہوں۔ دامن کہسار میں اک سنگ پر
بے دماغانہ سا کچھ بیٹھا ہوا اک سمت کو
اک کبوتر۔ تھا منظر آتا بہت دلتنگ پر
خوش ہوا وہ دیکھکر یہ وضع اسلامی مری
بعد میں سر اپنا دے مارا کنار سنگ پر
گریہ وزاری میں اس نے جب گذاری اک گھڑی
تب لگا کہنے مجھے۔ اس طور پہ اس ڈھنگ پر
ایلچی ہوں میں مسیح ناصری مرحوم کا
روح ہے جس کی خراماں چرخ کے اورنگ پر
مومنو! کہدو خدارا اس ہماری قوم کو
یوں نہ ہو بدمست و بیخود بادہ گلرنگ پر
ابتک مجھے سمجھے ہو ابن اللہ اور مردہ ہوں میں
صد ہزار افسوس اس فہم وفکائے تنگ پر
اپنی تلقینوں سے دو توحید کا ان کو سبق
پر کمربستہ نہ ہونا حرب پر اور جنگ پر
اس مرے ہمنام نے کی خوب ہی کسر صلیب
صد ہزاراں آفریں ہو۔ اس مرے ہمرنگ پر
احمدی بن کر چلو احمد کے نقش پا پہ تم
بار ہو گا تم پہ خوش اس عرش کے اورنگ پر

سن کے یہ پیغام ساری قوم کی جانب سے تب
مختصر پاسخ دیا۔ اس طرز خوش آہنگ پر
دور رستوں سے کرینگے ظلمت تثلیث کو
شمع وحدت ہم جگائینگے۔ ہر اک فرسنگ پر
ہیں بنی آدم محبت میں ہیں سینہ چاک ہم
اسلئے عاشق بھی ہیں۔ محبوب گندم رنگ پر

نور قرآں سے مٹاؤ۔ ظلمت تثلیث کو
ڈالدو وحدت کی کرنیں کشور افرنگ پر
عزت مسلم ہے مبنی عزت اسلام پر
مرمٹو۔ اسلام کی ناموس پر اور ننگ پر
بر قلوب تاں نہ ایں حسرت دہدیکت مانہ داغ
بر رسولاں ہیچ نہ بود خاکیا الا البلاغ

نیاز آگیں۔ عبدالرحمن خاکی

مومن کے حقوق اپنے بھائی پر

اگر اس سے کوئی لغزش ہو جائے تو اسے معاف کر دے (۲) اسکی غربت پر رحم کرے (۳) اسکے عیب کو چھپائے (۴) خطا کو بخشدے (۵) عذر کو قبول کرے (۶) اسکی غیبت کو رد کرے اور نہ سنے (۷) ہمیشہ اسکو نصیحت کرتا ہے (۸) اسکی دوستی کی حفاظت کرے (۹) اور اسکے عہد کی رعائت رکھے (۱۰) بیمار ہو تو عیادت کرے (۱۱) اسکی میت پر حاضر ہو (۱۲) اسکی دعوت کو قبول کرے (۱۳) اور نہ اسکے ہدیہ کو منظور (۱۴) اسکے انعام وصلہ کی تلافی کرے (۱۵) اور نعمت کا شکریہ (۱۶) اگر وہ کسی کی نصرت کرے تو اسکی مدد کرے (۱۷) اور اسکی عزت وناموس کی حفاظت (۱۸) اسکی حاجت کو پورا کرے (۱۹) اور سوال کو رد نہ کرے (۲۰) جب چھینکے تو دعا کرے (۲۱) طلب مطلوب میں ساتھ دے (۲۲) سلام کا جواب دے (۲۳) اس سے خوشکلامی سے پیش آئے (۲۴) اور اچھا انعام دے (۲۵) اسکی قسم پر اعتبار کرے۔ (۲۶) اس سے محبت کرے (۲۷) دشمنی نہ رکھے (۲۸) ظلم ومظلومیت دونوں حالتوں میں اسکی مدد کرے یعنی اگر وہ ظلم کرے تو اسکو ظلم سے روکے۔ اور مظلوم ہو تو اسکی حمایت کرے۔ اور اسکا ساتھ نہ چھوڑے (۲۹) جو بات اپنے لئے پسند کرے وہ اسکے لئے بھی پسند کرے (۳۰) اور جس بری بات کو اپنے

خطبۂ جمعہ

۲۶ ستمبر کو خطبۂ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح نے سورۃ بقرہ رکوع ۵ پر پڑھا +

فرمایا۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ کی اولاد کو یعنی اسرائیل کو جو بہادر سپاہی کے بیٹو نسے خطاب کیا۔ مسلمانو کو عبرت چاہیئے۔ کہ تم بھی کسی بہادر سپاہی کی قوم ہو محمد رسول اللہ تمہارا امام تھا۔ صحابہ کرام اور تابعین کی اولاد ہو تمہیں یاد ہے کہ تم پر کیا کیا فضل ہوئے۔ پہلا فضل تو یہی ہے کہ تم کچھ نہ تھے پیدا ہوئے پھر مسلمان ہوئے۔ قرآن جیسی کتاب تمہیں دیگئی۔ محمد رسول اللہ جیسا خاتم النبیین رسول عطا فرمایا تمہیں سمجھانے کے لئے متنبہ کرنے کے لئے دوسروں کے حالات سناتا ہے کہ ایک قوم کو میں نے بڑی نعمتیں دیں فکفرت بانعم اللہ۔ اس قوم نے اللہ کی نعمتوں کی کچھ قدر نہ کی۔ تو ہم نے انکو بھوک کی موت مارا۔ بھوک کی موت بہت ذلت کی موت بہت دکھ کی موت ہوتی ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے بھوک کی موت مرتے لوگ دیکھے ہیں۔ دودھ انکے منہ میں ڈالیں۔ تو وہ بھی حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ کشمیر میں خطرناک قحط پڑا کافر تو سور بھی کھاتے ہیں انکے باورچی خانہ کے ارد گرد لوگ جمع ہوجاتے کہ شاید کوئی چھیچھڑا ملجائے یہ حالت اضطراری تھی اسلئے مسلمان معذور رکھے۔ پندرہ پندرہ بڑے بڑے غربا خانے تھے اور بیس چار سیر گیہوں خرید کر سوا سیر کے حساب سے دیتا مگر پھر بھی خدا ہی دے تو بندہ کھائے۔ بندے کی کیا ہی طاقت ہے کہ اتنی دنیا کی رزق رسانی کر سکے۔ غرض اللہ تعالیٰ ایک قوم کو نعمتیں یاد دلاتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے۔ اوفوا بعہدی اوف بعہدکم مجھ سے جو عہد کیا تھا۔ وہ پورا کرو۔ تو میں وہ عہد پورا کرونگا۔ جو تم سے کیا تھا۔ اس کا ذکر پہلے آچکا ہے جہاں فرمایا فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یعنے تم میری ہدایت کے پیرو ہو۔ تو میں تمہیں لاخوف ولا یحزن زندگی دونگا اس وقت کیسی مصیبت کے دن ہیں سات کروڑ کے قریب مسلمان کہلاتے ہیں ۷ کروڑ کے کان میں قرآن کبھی نہیں گیا ایک کروڑ ہو گا جو یہ سنتا ہے کہ قرآن ہے مگر اسے سمجھنے کا موقعہ نہیں پھر چند ہزاروں ہیں جو قرآن کیا ہے پڑھتے ہیں۔ اب یہ دیکھو کہ ان میں عملدرآمد کے لئے کس قدر تیار ہیں میں نے ایک بڑے عالم فاضل کو دیکھا۔ جنکا میں بھی شاگرد تھا۔ وہ ایک پرانا عربی خطبہ پڑھ دیتے تھے ساری عمر اس میں گزار دی۔ اور قرآن مجید نہ سنایا حالانکہ علم تھا فہم تھا۔ ذہین و ذکی تھے نیک تھے دنیا سے شاید کچھ بھی تعلق نہ تھا۔ پھر انکی اولاد کو بھی میں نے دیکھا۔ وہ بھی اسی خطبہ پر اکتفا کرتی میں نے آنکھ سے روزانہ التزام درس کا کہیں نہیں دیکھا ان بعض ملکوں میں یہ دیکھا ہے کہ کسی فقہ کی کتاب کی عبارت عشاء کے بعد سنا دیتے ہیں۔ پس میں تمہیں مخاطب کرکے سناتا ہوں اللہ فرماتا ہے۔ ہمارے فضلوں کو یاد کرو اور میرے عہدونکو پورا کرو۔ میں بھی اپنے عہد پورے کرونگا۔ کبھی ملونی کی بات نہ کیا کرو اور گول مول باتیں کرنا ٹھیک نہیں۔ حق کو چھپایا نہ کرو بحالیکہ تم جانتے ہو +

قرآن شریف میں دو ہی مضمون ہیں ایک تعظیم لامر اللہ لا الہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہ۔ اس کلمہ توحید کی تکمیل کے لئے ہے دوم شفقت علیٰ خلق اللہ۔ اس مضمون کو کھولکر بیان فرماتا ہے کہ خدا کی تعظیم کے واسطے نمازوں کو مضبوط کرو اور باجماعت پڑھو آجکل تو یہ حال ہے کہ امراء مسجد میں آنا اپنی ہتک سمجھتے ہیں حرفت پیشہ کو فرصت نہیں زمیندار صبح سے پہلے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں اور عشاء کے قریب واپس آتے ہیں ایک وقت کی روٹی باہر کھاتے ہیں پھر واعظوں اور قرآن سنانے والوں کو فرماتا ہے کہ لوگو نکو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپکو بھول جاتے ہو۔ علماء و فقراء گدی نشین سب کو ارشاد فرماتا ہے کہ بہادر و نکے بیٹے ہو۔ منافق نہ ہو۔ حق میں باطل نہ ملاؤ وفادار ہو۔ تاکہ بے خوف زندگی بسر کرو۔ دوسرو نکو سمجھانے سے پہلے خود نمونہ ہو اگر تبلیغ میں کوئی مشکل پیش آجائے تو استقلال سے کام لو۔ بدیوں سے بچو نیکیوں پر جمے رہو نمازیں پڑھ پڑھ کر دعائیں مانگتے رہو اور یہ یقین رکھو کہ آخر اللہ کے پاس جانا ہے زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا بادشاہ کے پاس قلم دوکاغذ لیکر گیا۔ ادہر پیش کیا ادہر جان نکل گئی ایک اور شخص تھا بڑے شوخ گھوڑے پر سوار میری طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا میں نے کہا آپکا گھوڑا بڑا شوخ ہے کہنے لگا ہاں ایسا ہی ہے میں ادہر گھر پہنچا کہ مجھے اطلاع ملی کہ وہ مرگیا غرض یہ دوست یہ احباب یہ آشنا یہ اقربا یہ مال یہ دولت یہ اسباب یہ دوکانیں یہ ساز و سامان سب یہیں رہجائینگے آخر کار با خداوند اللہ تم پر رحم کرے۔

ترکی قونصل خلیل خالد ترکی قونصل بمبئی پہنچ گیا۔

(۲) رفیق بھی دہلی سے جاری ہوگا

کانپور

امداد کے فنڈ میں اسی ہزار روپے سے زیادہ بجائے یوں لکھنا چاہیئے لاکھ کے قریب وصول ہو چکا ہے

کانپور مقامی حکام نے جن میں مسٹر ٹائلر بھی شامل ہیں۔ چندے دئے ہیں۔ بلکہ بقول نامہ نگار حضور وایسرائے نے بھی پانچسو دیئے ایک سرکاری کمیٹی اس غرض سے قائم ہوئی ہے کہ مقتولان کانپور کے پسماندوں کو امداد مالی دیجاسکے۔ اس کمیٹی کے سیکرٹری و خزانچی مسٹر پی ونڈھم قائمقام کمشنر الہ آباد میں سر جیمس میسٹن کیشن میں گواہی دینے کی غرض سے ولایت چلے گئے۔ انکی بجائے مسٹر بیلی بالقابہ عارضی طور پر کام کرینگے۔ گورنمنٹ نے بجواب سوال ظاہر کر دیا ہے کہ مقدمہ کی وجہ سے کسی افسر کی تبدیلی کانپور سے نہ ہوگی۔ مسٹر ڈاڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس چار ہفتے رخصت پر جانے والے تھے ۱۸ اکتوبر مقدمہ شروع ہونے پر مسٹر نارٹن مشہور بیرسٹر کلکتہ کی خدمات حاصل کیجائینگی۔ ہائیکورٹ الہ آباد میں تاحال درخواست دربارہ ضمانت نہیں دیگئی اور غالباً نہیں دیجائیگی آنریبل میاں محمد شفیع نے ایک عرضداشت مقدمہ کانپور کے کلکتہ میں یا کسی ایسی فوجداری عدالت میں جو کلکتہ ہائیکورٹ کے ماتحت ہو منتقل کئے جانیکی بحضور وایسرائے بہادر بالقابہ گزرانی تھی جسے نامنظور کیا گیا

ضمانتیں زمیندار سے دسہزار کی ضمانت مانگی گئی جو اس نے داخل کردی باہر سے ۲۶ ستمبر تک ساڑھے تین ہزار کے قریب امداد آچکی ہے ایڈیٹر زمیندار ۲۷ ستمبر بعزم لنڈن جہاز پر بمبئی سے سوار ہوئے خواجہ کمال الدین مسٹر محمد علی سید وزیر حسن مسٹر جینا کے ساتھ ملکر پولیٹیکل کام کرنے کا اعلان کیا ہے۔ رفاہ عام سٹیم پریس سے ایک ہزار کی ضمانت طلب ہوئی توحید میرٹھ سے دسہزار کی ضمانت مانگی گئی۔ اسلئے اخبار بند ہو گیا اب غالباً دہلی سے نکالنے کا ارادہ ہے۔ حبل المتین کلکتہ کی ۱۲ ستمبر کی تمام کاپیاں ضبط ہوئیں۔ اور روزانہ اردو اشاعت کی ضمانت بھی ضبط۔ مینجر حبل المتین بعارضہ نمونیا فوت ہوگیا

اشاعت انجیل ۔ مکمل بائبل ایک سو گیارہ مختلف زبانوں میں ہے۔ اور عہدنامہ جدید ۲۱۹ زبانوں میں کل نسخے جو سال گذشتہ ۱۹۱۲ء میں شائع ہوئے۔ انکی تعداد ۷۸۹۹۵۶۲ ہے جس میں سے صرف عہدنامہ جدید ۱۲۶۶۹۱۶ ہے۔

غلط خبریں ضلع علیگڈھ کے ایک گاؤں کی خبر مسافر آگرہ نے شائع کی ایک برہمن نے لاٹھی سے خنزیر مار دیا اسپر ایک مسلمان رئیس نے اسے گائے قتل کرنے پر مجبور کیا برہمن نے اسی تلوار سے مسلمان کو مار دیا یہ خبر خوب نقل در نقل ہوئی [illegible] لیکن اسکے بناوٹی ہونیکا یہی ثبوت کافی تھا کہ خنزیر تو مسلمان کے نزدیک ناپاک اور رجس اور مضر صحت و درندہ جانور ہے اسکے مارنے سے کسی مسلمان کا کیا نقصان تھا جو اسے غصہ آتا اور گائے کی ہندوؤں میں عظمت جانتے ہیں اب اسکی تردید ہو رہی ہے یہ گپ محض بارش کے

انجمن احمدیہ شملہ کا سالانہ جلسہ

اس سال ہمارا ارادہ سالانہ جلسہ کرنے کا نہیں تھا۔ کیونکہ اوّل تو ٹون حال گرا ہوا تھا۔ اور ہمارے پاس کوئی جگہ نہیں تھی۔ اور دوئم فروری اخراجات کے واسطے کافی فنڈ موجود نہیں تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے۔ کہ اس نے اپنی جناب سے خود بخود اسباب مہیا کر دیئے۔ اور ہم نے اس کے فضل سے لیکچر کرا دیئے۔

جناب نواب محمد علی خانصاحب کچھ عرصہ سے یہاں آئے ہوئے تھے۔ ان کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مع مولوی سید سرور شاہ صاحب تشریف لائے۔ بعد میں جناب حافظ روشن علیصاحب بھی آ گئے۔ ہمیں خیال پیدا ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے واعظ تو بھیج دیئے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ کوئی جگہ بھی میسر ہو جائے اتنے میں پتہ لگا۔ کہ عیسائی صاحبان جو سینٹ ٹامس چرچ بیچنا چاہتے ہیں۔ وہ کرایہ پر مل سکتا ہے۔ اب روپیہ کا سوال پیدا ہوا۔ مگر اتفاق سے جناب نواب مولوی سید محمد رضوی صاحب تشریف لائے آپ نے سب اخراجات اپنے ذمہ لیلیئے۔ اور اسطرح خدا تعالےٰ نے یہ مشکل بھی حل کر دی۔ ہم نے اوّل کوشش کی۔ کہ جامع مسجد ہال میں جلسہ کی اجازت ملجائے۔ مگر متولی صاحب نے انکار کر دیا۔ بعدہٗ ہم نے گرجا دو دن کے لئے کرایہ پر لے لیا۔ اور ۲۰ اور ۲۱ ستمبر لیکچروں کے لئے مقرر کر دی۔ چونکہ مدرسہ احمدیہ ۱۷ تاریخ کو کھلنے والا تھا۔ اور مولوی سرور شاہ صاحب مقررہ تاریخوں تک ٹھہر نہیں سکتے تھے۔ اس لئے ارادہ کیا گیا۔ کہ بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ سے اجازت حاصل کیجائے۔ مگر بعد میں یہی قرار پایا۔ کہ مولوی صاحب موصوف کا ٹھہرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ ان کی غیرحاضری میں مدرسہ ایک گونہ ہفتہ بھر اور بند رہیگا۔ چنانچہ وہ واپس روانہ ہو گئے۔ دل چاہتا تھا۔ کہ اگر تین بیرونی لیکچر ہوں تو بہت اچھا ہو۔ اسی ضمن میں گفتگو تھی۔ کہ جناب نواب مولوی سید محمد رضوی صاحب نے فرمایا۔ کہ راستے میں مجھے قاسم علی صاحب ملے تھے۔ انہوں نے شملہ آنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ ان کو ہماری طرف سے لکھدو کہ چلے آئیں۔ چنانچہ ہم نے اسی وقت خط لکھدیا۔ اور پھر جوابی تار دیدیا۔ اور میر صاحب وقت پر تشریف لے آئے۔ ہم جناب نواب مولوی سید محمد رضوی صاحب کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ کہ انہوں نے فی سبیل اللہ جلسہ کا خرچ برداشت کیا اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر سے بہتر جزائے خیر دے۔ اور دین و دنیا میں کامیاب کرے۔ میں نے ان تمام باتوں کا ذکر محض اسلئے کیا ہے۔ کہ جب تک منشائے الٰہی نہ ہو انسان کی کوشش کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ اور جس کام کو اللہ تعالیٰ کرنا چاہتا ہے۔ اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ ہمیں لیکچرار مجگہ اور روپیہ اور پریذیڈنٹ اس طرح میسر آ گئے۔ کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اور ہم نے بڑی خوشی سے جلسہ کیا۔

جلسہ کی کارروائی ۲½ بجے شروع ہوئی۔ ہمارے اشتہار کے شائع ہوتے ہی مخالفین نے بڑے اہتمام کے ساتھ تمام شہر میں اعلان کر دیا تھا۔ کہ احمدیوں کے جلسہ میں کوئی نہ جاوے۔ اور تاکید شدید سے لوگوں کو ہمارے لیکچر سننے سے منع کیا گیا تھا۔ مگر اللہ کا شکر ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ کھلے الفاظ میں اشتہار دیا گیا۔ کہ لیکچروں میں خاص طور پر سلسلۂ احمدیہ کی اہمیت اور خصوصیات کا ذکر ہوگا۔ بہت سے لوگ جنہیں دین سے دلچسپی تھی آئے اور ہماری امید سے بڑھ کر آئے۔ سیکرٹری ... نے چند ضروری ریمارک سے جلسہ کا افتتاح کیا جس میں اس نے بتایا۔ کہ بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ احمدیوں کو مسجدوں کے ساتھ اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ چنداں ہمدردی نہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے۔ کہ ہمدردی ہو تو کیونکر۔ ہمیں تکلیف دی جاتی ہے۔ مسجدوں میں نہ نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔ اور نہ وہاں ہم کوئی لیکچر دے سکتے ہیں۔ حالانکہ بعض موقعوں پر عیسائی اور ہندو بھی تقریر کر جاتے ہیں۔ اب بالفرض اگر جامع مسجد اور ملحقہ ہال کو کوئی نقصان پہونچے۔ تو ہمیں کیا افسوس ہو سکتا ہے جبکہ اُن کی موجودگی سے ہمیں کچھ فائدہ نہیں من دخلہ کان آمنا۔ مگر ہمارے واسطے امن نہیں۔ اس کے بعد بتایا۔ کہ اختلافات مٹ نہیں سکتے۔ ہاں اتفاق اسطرح ہو سکتا ہے۔ کہ صبر و تحمل سے ہماری سنیں اپنی سنائیں تاکہ غلط فہمیاں دور ہو جاویں اور فریقین کو صحیح نتیجہ پر پہونچنے کا موقعہ ملے۔ دریں طرز کہ خود ہمارے لیکچروں میں نہ آئیں۔ دوسروں کو آنے سے منع کریں اور ہمیں اپنے درمیان تحریر کرنے کی اجازت نہ دیں۔ اس سے تو غلط فہمیاں موجود رہتی ہیں۔ اور تعصب بڑھتا ہے جس سے ایک طرح کا عناد پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جناب پریذیڈنٹ نواب محمد علی خانصاحب نے جلسہ کی کارروائی شروع کی۔ اول حافظ روشن علی صاحب نے قرآن مجید سے ایک رکوع تبرکاً تلاوت کیا۔ پھر منشی محمد افضل خاں صاحب نے درثمین کے چند اشعار سنائے۔ بعد ازاں حضرت میاں صاحب نے ۳ بجے اپنی تقریر شروع کی۔ جو قریباً ۵ بجے ختم ہوئی۔ آپ کی تقریر کا موضوع یہ تھا۔ کہ "مسلمان کیونکر ترقی کر سکتے ہیں"۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی ذلت کے باعث اور ان کے رفع کرنے کے اسباب قرآن مجید میں درج ہیں پیشتر مسلمان غفلت میں رہے۔ اور دوسری قومیں متواتر ترقی کر گئیں۔ اب جو کوڑے پڑنے لگے۔ تو ہوش آئی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ابھی تک انہیں صحیح علاج کیطرف توجہ کم ہے۔ انہوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اپنے عروج کو مغربی علوم و فنون اور طرز معاشرت میں تلاش کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ دوسری قوموں کو دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب وہ بلا اتباع قرآن شریف ترقی کر سکتی ہیں۔ تو ہمارے لئے یہ کیوں ناممکن خیال کیا جاتا ہے۔ مگر اس کا جواب بھی اسی کتاب پاک میں موجود ہے اس میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص دنیا کے پیچھے لگتا ہے۔ وہ دنیا حاصل کر لیتا ہے۔ اور جو دین میں سعی کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو روحانی برکات سے بہرہ ور کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ بات بھی غور طلب ہے۔ کہ اس کتاب پاک میں یہ مندرج ہے۔ کہ اگر مسلمان اس کو چھوڑ دیں گے تو ذلیل اور خوار ہو جائیں گے۔ اصل میں ہر فعل کا ایک خاصہ لازمہ نتیجہ ہوتا ہے۔ اور ایک عارضی مثلاً اگر انسان زہر کھالے۔ تو وہ زہر کھانے کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ خواہ کوئی اُسے مارے نہ مارے لیکن اگر چوری کرے۔ تو قید کی سزا ابھی ملیگی جب وہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہو اور وہ اُسے سزا دے۔ دین سے الگ ہو جانے پر دنیا کا بھی چھن جانا خاصہ لازمہ نہیں۔ بلکہ اس کے بغیر بھی دنیا ملسکتی ہے۔ ہاں مسلمانوں کو ایک وعید سنایا گیا ہے۔ کہ اگر وہ قرآن چھوڑ دیں گے۔ تو ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ سزا کے طور پر نہ خاصہ لازمہ کے طور پر چنانچہ اسی کے مطابق مستوجب سزا ہیں۔ اس کی وجہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انکو ایک سچے اور مستقل دین کا وارث بنایا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ وہ قائم رہے۔ صحابہ کرام نے ان اصولوں کی اتباع کی۔ جو انہیں اس کتاب مقدس میں بتائے گئے تھے۔ اور وہ بازی لے گئے۔ جو اشیاء صبر۔ استقلال اطاعت و فرمانبرداری شکر گذاری وغیرہ ان میں تھی۔ اب مسلمانوں میں نہیں رہی۔ اسی لئے وہ ادبار و نکبت میں پڑے ہوئے ہیں۔ مگر ان تمام نیکیوں کے قبول کرنے کے لئے ایک نمونہ کی ضرورت ہے۔ انہوں نے وہ تمام نیکیاں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ سے حاصل کیں۔ اب بھی جب تک آپ کا کوئی نائب نمونہ صدق و راستبازی کا نہ دکھائے۔ اور لوگ اس کی معیت میں جہاد نفس کی کوشش نہ کریں۔ تب تک کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے۔ کہ اس نے عین وقت پر ایک نمونہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر بھیجا۔ اور اس کے سلسلہ کو قائم کیا۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ غور کریں۔ اس نمونہ کو پہچانیں اور اس کے سلسلہ میں داخل ہو کر دین و دنیا کی برکات سے متمتع ہوں ✦

(باقی آئندہ)

(برکت علی سیکرٹری انجمن احمدیہ شملہ)